

سہ ماہی
سرائیکی
بہاولپور

ہٹن تھی فریداشادول مونجھاں کوں نہ کریادول
جھوکاں تھیسن آبادول ایہا نہیں نہ وہسی ہک منٹی

بیاد سید نذیر علی شاہ مرحوم

سرائیکی

جلد نمبر ۱۵- اپریل تا جون ۲۰۰۳ء - شماره نمبر ۵۶

چیف ایڈیٹر (اعزازی) _____ جاوید چانڈیو
ایڈیٹر _____ سید دین محمد شاہ
معاونت _____ محمد حیات چغتائی
سرکولیشن مینیجر _____ حفیظ الرحمن

ایہہ رسالہ حکومت پنجاب دے مالی تعاون نال چھاپیا گئے

مقام اشاعت: جھوک سرائیکی بھاولپور فون: 883990

قیمت فی شمارہ ۲۰ روپے سالانہ ۱۰۰ روپے

سید دین محمد شاہ ایڈیٹر، پبلشر جھوک سرائیکی بھاولپورتوں شائع کیتا

تندیر

۳	سید دین محمد شاہ	القرآن
۴	چیف ایڈیٹر	دردیاں کتیاں نال ادب
		فریدیات
۶	ڈاکٹر انوار احمد	خواجہ فرید کی اردو شاعری کے مطالعے کی ضرورت
۱۰	مجاہد جتوئی	مکلوادھ سواد
		تاریخی مطالعہ
۱۳	ارشاد تونسوی	مسلمانیں دی آمدتے ہندوستان دی حالت
		پرکھ
۲۸	افضل مسعود	ڈوں کارمنائ
۴۰	مختار شاہ	حسن رضا گردیزی دا اگریان سنجیاں سالہیں دے حوالے نال
		کہانی
۴۷	اشولال	میت دے لٹھے
۵۵	احسن گوگھا	آدی واس
		تحقیق
۷۰	محمد حسن خان میرانی	حضرت خرم بہاؤ پوری
		رپورت
۷۶	محمد ریاض انجم	جشن عید میلاد النبی

ترجمہ: سید وین محمد شاہ

و اذ وعدنا موسى اربعين ليلة ثم اتخذتم العجل منى بعده و انتم ظلمون (۵۱)
ثم عفونا عنكم منى بعد ذلك لعلكم تشكرون (۵۲)

English

And when We appointed a time of forty nights with Moses, then you took the calf (for a god) after him and you were unjust.

Then We pardoned you after that so that you might give thanks.

سرائیکی

اتے خیرھے دیلے اساں موسیٰ
نال چالیہہ راتیں دا وعدہ کیتا تاں تاں
انہاں دے بعد وچھے کون (معبود) بنایا
اتے تاں ظلم کیتا۔

ول وی اوندے بعد اساں تہا کون معاف کر
ڈتا جو تاں (سنبھلو) شکر کرو۔

دردیاں کتیاں نال ادب

انیا چہرے نلے ڈھا کریندی اے تاں بندہ اندروں کھلدے۔ اندروں کہیں تیج وچوں بکوسو مہارا
من وچ تمبندے۔ پاند میاں راتیں داسارا حسن، ساری ٹھاڈل تے بہار دی ساری ساوہل بکومند! منھا
نہں بڑے تے وجود کون سکھ ڈیندی ہے۔ اپنے ہووٹ دی گواہی وچوں ایہا سبھ کنیں وڈی گواہی ہے۔
اتھاؤں سوہیلے دی خیر ات وی ملدی اے۔

سوہنا مہی سا نورا آہو سا ڈیاں ساراں

حیرے ایس درباروں رنگیے ہنن، انہاں دیاں قبریں جیندین۔ عشق راہوں بک نوں کائنات
دی تخلیق داسبھ کنیں سوہنا ظہار انسانی اکھاگوں چھڑا سوہنے عربی سانورے دے روپ وچ تھئے۔

حسن ازل دا تھیا ظہار

اصدوں ویس ونا، تھی احمد

بندہ عشق رسول وچوں اپنا ہون لہہ گھندے۔ عشق تاں اندر دی گالھ اے، جے باہروں
ڈیکھن دی سک جاگ پوے تاں وی سو جھلا آھیں چمبندے۔ جسم عجب پر بھاتاں کر سگھدے۔
بابل فرید حضرت محمد یار فریدی نعت پہوں سک نال لکھی اے۔ محمد تخلص ورتیندے بن۔ سرا نیکی، فارسی،
اردو وچ۔ انہاں دی بک اردو نعت وچوں شہراے:

ہنس کر کہا محمد، میں ہوں محمد عرب

میرا جہاں گذر ہوا، تیرا وہاں گذر نہیں

خواجہ فرید دے ہاں دا آسراتے مو بھ ملال دا دارو وی نورِ حجازی دی سک ہے تے ایہا سک
ہی ہووٹ دی گواہی ہن ویندی ہے:

کر رفع ملال کذورت بک سمجھ جچ بے صورت

تھیا ظاہر وچ ہر مورت چھپ اولے نورِ حجازی

ایس گواہی راہوں جیوٹ کرن دی ضرورت ہمیش انسان کوں رہ ویسی۔ ایندے پا جھوں کہیں بندے
دے وجود دا احترام ممکن نہ ہوسی۔

بندے دا بندے نال بندٹ تے بندے دا کائنات نال جیون ہر پاسوں تک سوتھلے دی سیرھ سے
 جیڑھی حضور ﷺ دی ذات و چوں ساڈہیں اندھارہیں و بچ جاگدی ہے۔ نلیاں نلیاں کاہیں و پھول
 جیون دیاں رمزاں اپنی سچائی سو دھیاں جاگ پوندین۔ حضور سائیں تک پھیریں فرمایا
 میکوں پالیس دیاں بیچ عادتاں بہوں چنگیاں لگدین:

(۱) اورو کے منگدن تے اپنی گالھ منوا گھندن۔

(۲) او مٹی نال کھیڈدن یعنی فخر تے وڈائی کوں مٹی و بچ راا ڈیندن۔

(۳) لڑدن بھڑدن تے ول صلح کر گھندن یعنی دل و بچ حسد، بغض تے کینہ نہیں رکھیندے۔

(۴) جوں و نچے او کھاندن تے کھویندن زیادہ بچ کرک تے ذخیرہ کرک دی حس نہیں رکھیندے۔

(۵) مٹی دے گھر بنیندن، کھیڈدن تے ول ست چھریندن یعنی اے ڈیندن جو اے دنیا مقام بقائیں
 بلکہ مقام فنا ہے۔

میکوں نہیں پتہ جو دنیا سوتی ہے یا کوجھی پر اتلی گالھ ای کافی اے جو ایس دنیا حضور ﷺ دی ذات کوں
 ڈٹھے تاں ایس گواہی دلس از لوں ابدائیں جاگد اپنے۔ اے لمس محبت دا ہے، سہلپ دا ہے، آزادی دا ہے۔
 تیڈی دنیا سوتی بہوں سائیاں۔ ساکوں بہوں ڈہاڑے جیون ڈے دی سک بچھوں بہوں
 محبت، بہوں احترام دا بک لمس وی ٹریا مدے۔ مٹراں دی سک دی خوشبو جکیندا ہو یا۔ احساس
 وی وجود دے نال نال ہے جو اے دنیا ادب کی جاہ ہے، احترام دا مقام ہے۔ اتھاں سوتے دے
 جلوے بن، نرمی ہے، تھرام ہے، اے حسن دی جلوہ ہوتے۔ اتھاں ادب ہے، چھڑا ادب۔ عشق دی
 خود آگاہی و چوں ادب۔۔۔

توٹیں دھکڑے دھوڑے کھاندزی آں

تیڈے نام توں مفت و کاندزی آں

تیڈیاں بانڈیاں دی میں بانڈی آں

ہے در دیاں کتیاں نال ادب

خواجہ فرید کی اردو شاعری کے مطالعے کی ضرورت

ابھی گزشتہ دنوں جب چولستان کی تپتی ریت میں سے خنک اور شیریں پانی، ویران چہروں، پیاسے ہونٹوں اور منتظر نظروں کے لئے خوشخبری بن کر پھوٹا تو ہماری تہذیب کے ہر یکین کے دل پر خواجہ غلام فرید کے اس مصرعے نے دستک دی ہے جھوکاں تھیں آبادوں

بڑا شاعر اپنی بستی کی گلیوں، راستوں، مکانوں اور مکینوں کے لئے بشارت بن کر آتا ہے۔ وہ نہ صرف زندگی کے گمشدہ معانی کی بازیابی کی مہم سر کرتا ہے بلکہ حوصلے اور وقار کے ساتھ جینے کا ڈھنگ بھی سکھاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی حسی اور فکری کائنات ایسے رنگوں کی امین بنتی ہے جن کی مدد سے کسی معاشرے کی باطنی شخصیت متعین ہوتی ہے۔ جن میں تاریخ اور تہذیب کے معنی خیز اجزا منعکس ہوتے ہیں جن میں آشوب عصر مرتعش ہوتا ہے اور مستقبل کے امکانات جن میں جلوہ گر ہوتے ہیں جس طرح سر کوثر شامی والا ہر شخص قلندر نہیں ہوتا جس طرح گریبان چاک کرنے والا ہر شخص دیوانہ نہیں ہوتا جس طرح سودو زیاں کی فکر میں اسیر ہر شخص فرزانہ نہیں ہوتا اسی طرح لفظوں کے انبار لگانے والا، تشبیہات و استعارات سے کھیلنے والا، خواب دیکھنے والا، وعدہ کرنے والا، خود کلامی کرنے والا، ہوا پر پیغام لکھنے والا، موسموں کے رنج سہنے والا اور اشیاء کے رنگوں پر غور کرنے والا ہر شخص شاعر تو ہو سکتا ہے مگر خواجہ فرید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خواجہ فرید تو ایک ہی ہوتا ہے۔ اس لئے بے حد احتیاط اور نفاست سے خواجہ غلام فرید کی فکری و فنی روہی میں قدم رکھنے اور ان کی حسی و فکری کائنات کے رنگوں کو چھونے کی ضرورت ہے۔

بادی النظر میں خواجہ غلام فرید کی شخصیت اور فن پر بہت لکھا گیا ہے مگر ابھی بہت کچھ کہہ جاتی ہے ان کے فکر و فن کا تو ذکر ہی جانے دیجئے ابھی تو ان کی ذات اور آثار پر لکھنے کا بھی (میرے نقطہ نظر سے) حق ادا نہیں ہوا۔ اور تو اور ان کی تاریخ پیدائش تک کے تعین میں اختلاف ہے۔ مثلاً علامہ کیفی جامپوری اپنی کتاب سرائیکی شاعری میں لکھتے ہیں 'خواجہ غلام فرید' ذی الحجہ ۱۲۶۱ھ کے آخری حصے میں پیدا ہوئے' (ص ۲۶۵)۔ جبکہ محمد انور فیروز نے 'گوہر شب چراغ' میں، عبدالغفور قریشی نے 'پنجابی ادب دی کہانی' میں اور احمد حسین قریشی نے 'پنجابی ادب کی مختصر تاریخ' میں ۲۶ رذیقہ کو خواجہ فرید کی

تاریخ پیدائش قرار دیا ہے۔ اسی طرح ان کے فاروقی یا صدیقی ہونے سے متعلق بھی متضاد آراء پیش کی جاتی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی نجی زندگی یا جذباتی زندگی سے متعلق تفصیل کو آداب عقیدت کے منافی خیال کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب مسعود حسن شہاب نے یہ لکھا:

’ایک دن انہوں نے (خواجہ غلام فرید نے) دیکھا کہ بھینڑوں کے کچھ بچے ایک تپتے ہوئے ٹیلے پر چڑھ گئے ہیں جہاں ان کے پیر جل رہے ہیں اور وہ لڑکی انہیں بچانے کے لئے ٹیلے پر چڑھ رہی ہے۔ اس منظر نے خواجہ صاحب کو بے قرار کر دیا اور وہ اضطراری حالت میں روڑ کر لڑکی کے پاس جا پہنچے اور اس کے سر پر کپڑے کی چھتری کا سایہ کر دیا۔

(خواجہ غلام فرید ص ۷۴-۷۵)

تو جناب سرفراز حسین قاضی نہایت جذباتی ہو کر اس واقعے یا اس طرح کے واقعے کو یکسر مسترد کر دیتے ہیں۔ (مٹھل فرید ص ۱۱۲)

میں کسی محقق، عالم یا ناقد کے یقین (بے یقینی) کو زیر بحث لانے کا استحقاق نہیں رکھتا مگر صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں نہ تو خواجہ فرید کے حجرہ ذات کو ایسے نور سے بھر لینا چاہئے کہ بطور انسان وہ ہمیں دکھائی ہی نہ دے سکیں اور نہ ہی مبالغہ آمیز تحلیل نفسی کی سنسی خیز آرزو کے ساتھ ان کا نجی احوال کھنگالنا چاہئے۔ اسی طرح ان کی فکری وحسی کائنات کو Clitches کے حوالے کرنے سے بھی گریز کرنا چاہئے۔ جو کلام اس علاقے کے ذرے ذرے میں بس چکا ہو، ہر دل کی دھڑکن بن چکا ہو، ہر آنکھ کا خواب بن چکا ہو، اس پر رسمی، سطحی یا جذباتیت سے پر گفتگو سے بھی بچنا چاہئے۔

بزم ثقافت ملتان کے لئے ڈاکٹر کرسٹوفر شیگل نے خواجہ غلام فرید کی پچاس کا فیوں کو منتخب کر کے نہ صرف ان کا ترجمہ کیا ہے بلکہ انہیں تین حصوں میں منقسم کر کے ان کا اس طرح سے مطالعہ کرنا چاہا ہے کہ خواجہ فرید کی شاعری کے تین رنگ نمایاں ہو جائیں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعے کا ایک اسلوب یہ بھی ہے اور اس طرح کثرت سے وحدت کی طرف سفر آسان ہو جاتا ہے۔ تاہم میرے نقطہ نگاہ سے ہر بڑے شاعر اور فنکار اور عالم کا ایک ہی رنگ ہوتا ہے وہ رشد و ہدایت کا پیغام دے یا حسن کے جلووں سے مبہوت ہو، وہ مومنوں کے تال پر رقص کرے یا نسائی پیکر میں عشق کی منزلیں طے کرے وہ ایک ہوتا ہے اور ایک رہتا ہے۔ مگر جس طرح میں نے پہلے عرض کیا کہ سہولت پسند طبیعت کی آسودگی الگ الگ منطقوں کی چاہت میں مبتلا ہو کر مہم جو بھی دکھائی دیتی ہے اور تنوع کی شیدائی بھی خواجہ فرید کی سرائیکی شاعری کی مقبولیت اور تاثیر مسلم ہے مگر اردو شاعری کا مطالعہ اس لئے

بھی ضروری ہے کہ ایک تو یہ بھی خواجہ فرید کی شاعری ہے دوسرے یہ وہ دنیا ہے جہاں خواجہ فرید آوازوں کے بھنور میں گرداں محسوس ہوتے ہیں، کہیں سودا، کہیں آتش، کہیں ناخ، جیسے:

میں نے بیتابی دل اپنی کا نقشہ سمجھا
آب آتش ہی بنے، مچھلی سمندر ہو جائے
آسمان پر کبھی جب گرد و گولہ دیکھا
مجھ سے پڑ سوز اگر جانب دریا دیکھا
ویرانے کوسن کر مرے، آباد بہت رویا
زنجیر میری دیکھ کے آزاد بہت رویا

مانند شمع رکھتا ہوں شعلہ دہن کے بیچ
محروم کوئے جاناں مقتول تیر ہجران
بل گل کی طرح آگ ہے سارے بدن کے بیچ
محبوس دام حرماں، جو کچھ کہ ہوں سو میں ہوں
مگر فرید کا Poetic genius مضطرب ہے، نامطمئن ہے، وہ اپنی آواز میں شعر کہنا چاہتا ہے اپنی مانوس معاشرت سے محاورہ مانگتا ہے، اس لئے وہ اسی عالم اضطراب میں اردو کی ثقافتی دنیا کو اپنی روہی، اپنے پولستان میں لانے کا آرزو مند دکھائی دیتا ہے اسی حالت جذب میں اس سے کچھ غلطیاں سرزد ہوتی ہیں جنہیں کوئی 'ساقط الوزن' مصرعوں پر محمول کرتا ہے کوئی تلفظ کی مقامیت پر جہیں کوششیں آلود کرتا ہے اور کوئی دور دراز زمینوں اور دریاؤں میں پلنے والے، روز مرے اور محاورے کی ترمیم پر آزرہ ہوتا ہے۔

کیا کیا شب فراق کی کھولوں اذیتیں
جو کہ دلدار کے کوچے میں قدم پاتا ہے
وہ رین ہے کہ جس کی سحر تا حشر نہیں
کچھ جنوں میں بھی مزا اس کو نہیں آتا ہے
قباحت کو ملاحظہ دیکھ کر دیکھو ملاحظہ ہے
عمر تک یار نے مکھڑا نہ دکھایا ہم کو
ع نخر جہاں کا نور ہر اشیا میں ہے عیاں
نادیدہ صنم کے لئے یوں جان گنوائی
اس سفر میں خواجہ فرید کو اپنی فنی ریاضت کا ثمر بھی ملتا ہے۔ وہ اپنی آواز میں ایسی کیفیات اور محسوسات کو اسیر کر لیتا ہے جو اسے اردو شعر کی روایت میں اہم نام بنانے کی اہل ہیں۔ جیسے:

ع مرادل پاچکا ہے، جیسے اک مہتاب کی منزل
گہ سوز، گہ گداز، گہ درد و گاہ غم!
ع صحران عشق سے مجھے انعام میں ملا
آتے ہیں دل کے خانہ میں مہمان نئے نئے
صحرا نئے نئے ہیں بیاباں نئے نئے

اتنے نہیں فلک پہ ستارے زمیں پہ حسن جتنے ہوئے ہیں عاشق جاناں نئے نئے

در سے کوفنا کروں، یہ نہ کروں تو کیا کروں بت کدے کی بناء کروں یہ نہ کروں تو کیا کروں

بہار آئی کہو صیاد سے حکمِ فغاں دیوے مرے ہاتھوں میں اب بہرِ خدا مری عنان دیوے
نگل نہ الہ وریحان وفسریں چاہتا ہوں میں مگر رخصت مجھے اک بار طرف آشیاں دیوے
مگر وہ کیا داخلی اور تہذیبی محرکات ہیں جو خواجہ فرید کو اپنے تخلیقی امکانات کے اظہار کے لئے
زیادہ تر اس دنیا میں نہیں رہنے دیتے، وہ اس دنیا سے جلا وطنی اختیار نہیں کرتے، اپنے شہر کو مراعات
اختیار کرتے ہیں اپنا چولہہ پہنتے ہیں جنہیں انہوں نے خود ہی سیا ہے، اپنے گھر میں رہتے ہیں جنہیں
انہوں نے خود تعمیر کیا ہے اور ان لفظوں میں اپنے آپ کو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں جنہیں ان کی
تہذیبی اور ثقافتی روح نے کتابوں سے نہیں، تجربوں سے چنا تھا اور رہن سہن میں برتا تھا، یہی خواجہ
فرید کی قوت کا بنیادی راز ہے جو مجھ سے کم ہمتوں پر ابھی عیاں ہوا ہے تو اس کے آداب برتنے کا
سلیقہ پختہ نہیں ہوا۔ (روزنامہ 'امروز' ملتان ۲۹ دسمبر ۱۹۸۲ء وچوں چون) ■

خالق کون خلق پساری ایہو خالق وچ میدان
نبی محمد پیدا کیٹس ابدی بخش مکان
جورب ڈکھائے دل ڈیکھے نہ ڈیکھیں امکان
ذات کریم کون خیر سنجاتا گل مادے ظاہر نشان

جے چاہیں زب ملے میکوں کر میں کون دور پریرے
بن دور حضور نہ ملیا توڑے ڈھونڈ رہیں سے دیرے
میں حجاب قدیم دا ظاہر بنے خام خیال مندیرے
خیر مشتاق عشاق تھے کر میلے پرواز تکھیرے

سرو سرو مدینہ جگ وچ مکہ منہ ڈٹھوسے
کعبہ دل طواف قدیمی حج منظور تھیوسے
کعبہ کعبہ ملت عشاقار قدم یقین تھیوسے
خیر گئے ہت غیر سبھے تھی ہک وچ ہک رہیوسے

مکلوادھ سوانا

کلام فرید کے سطحی مطالعہ سے لے کر تفہیم کے تقاضوں کے ہفت خواں کب طے ہوں گے اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کلام فرید میں کثیر الثقافتی حوالوں کے ادراک کا مرحلہ تو تب آئے گا جب ان کی اپنی زبان و ثقافت کے طلسم کے دائرے سے قاری نکل پائے گا۔

پہلے پہل ۱۸۷۹ء میں کلام فرید جزوی طور پر شائع ہوا جبکہ ۱۳۰۲ھ تک مکمل دیوان مدون ہو چکا تھا۔ جس کی شرح کی پہلی بڑی ہمہ گیر اور سنجیدہ کوشش ۱۹۴۴ء میں نواب بہاولپور کی فرمائش پر مولانا عزیز الرحمن اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے ہوئی۔ یہ کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ لہذا یہ کام کرنے والے بھی غیر معمولی لوگ تھے۔ علوم و فنون کے ہر شعبے میں طاق افراد نے یہ کارنامہ سرانجام دیا۔ سچی بات یہی ہے کہ کلام فریدی کی لاتعداد شروع سامنے آ جانے کے بعد بات ۱۹۴۴ء سے آگے نہیں بڑھی ابھی تک چربہ سازی ہو رہی ہے۔ مولانا عزیز الرحمن کے ترتیب کردہ دیوان میں جو لفظ جس طرح لکھا گیا تھا یا اس کی جو بھی تشریح ہو گئی غلط یا صحیح میں تمیز کیے بغیر چند لفظوں کے ہیر پھیر سے ابھی تک وہی تعبیر کی جا رہی ہے۔

اس دوران لاتعداد لوگ 'ماہرین فریدیات' کے طور پر اعزازات و القابات سے نوازے گئے لیکن کلام فرید کی درست تفہیم تو کجا ابھی تک ایک متفق علیہ دیوان بھی تیار نہیں ہو سکا۔ فریدیات پر کام کرنے والوں نے بے پناہ کام کیا ہے لیکن یہ بھی ہوا ہے کہ کسی نے لفظ 'گوئیلیس' کو 'لوئیس' سے بدلا تو کسی نے اسے 'کوئینیس' بنا دیا جبکہ ایسی تبدیلیوں کی سند کس کے پاس بھی نہیں تھی۔ ایسا ہی ایک اور لفظ کافی نمبر ۱۱۵ 'روہی لکڑی ہے سانونی' --- میں چلا آ رہا ہے جس کا مطلب اب تک کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا۔ یہ لفظ ہے 'مکلوادھ' جو مصرعہ میں یوں استعمال ہوا ہے۔

مکلوادھ سواد ڈو رورواٹ نہاراں

اس سے پہلے کہ ہم مختلف شارحین کی طرف سے اس لفظ کے معانی، مفہوم اور حل لغات پر بات پر بات کریں یہ دیکھ لیں کہ یہ لفظ کتنی اشکال میں لکھا گیا ہے۔ 'مکلوادھ'۔ 'مکل واد'۔ 'مکلوادہ'، تمام قلمی اور مطبوعہ نسخہ جات میں یہ لفظ انہی اشکال میں درج ہے ماسوائے نسخہ محمود اختر ۱۹۳۷ء کے جس میں یہاں

دو اشعار کی جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔ باقی قلمی نسخہ مولانا برخوردار ۱۳۰۲ھ، قلمی نسخہ مرکنڈ ۱۳۱۳ھ، قلمی نسخہ ۱۳۲۰ھ، نسخہ پیر بخش اول، دوم ۱۳۵۰ھ وغیرہ میں یہ لفظ اسی انداز میں مرقوم ہے۔

اس لفظ کا مطلب جو پہلی مرتبہ مولانا عزیز الرحمن نے ۱۹۴۴ء میں بیان کیا وہ بوجہ غلط تھا۔ لیکن اسی سے طرح پڑ گئی اور اسی سے کسٹمنڈ شارحین نقل در نقل بغیر عقل کئے چلے جا رہے ہیں۔ مولانا عزیز الرحمن اور ان کے ساتھیوں کو تو اس بات کی رعایت دی جاسکتی ہے کہ وہ پہلی مکمل شرح لکھ رہے تھے ان کے سامنے کوئی مضبوط روایت نہیں تھی۔ اور یہ ایک بہت بڑا کام تھا جہاں انہوں نے ہزاروں الفاظ کے بالکل درست معانی بیان کئے وہاں چند الفاظ غلط بھی ہو گئے لیکن بعد کے لوگوں کو زیادہ سہولتیں میسر تھیں اور ان کے دعوے بھی بڑے تھے۔

لفظ 'مکلو ادھ' کا مطلب مولانا عزیز الرحمن اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے یوں کیا گیا 'ملک سندھ میں قیام محبوب کی جگہ' یہیں سے اس غلط مفہوم کی داغ بیل پڑی۔

مولانا نور احمد فریدی لکھتے ہیں 'مکلو ادھ سندھی ملک کا شمال مغربی گوشہ جہاں کی گھٹاؤں پہ یقیناً بارش برستی ہے' معروف محقق جاوید چانڈیو اس لفظ پر خاموش ہیں جبکہ پروفیسر حمید اللہ ہاشمی نے مولانا عزیز الرحمن کے بیان کردہ معانی پر اکتفا کیا۔ لیکن سب سے عجیب معاملہ معروف ماہر فریدیات اور خاندان فرید سے تعلق رکھنے والے خواجہ طاہر محمود کوریجہ کا ہے۔ انہیں بے شمار سہولتیں میسر تھیں جن میں دیوان فرید کی کئی شروح، ماہرین فریدیات و لسانیات کی بہت بڑی ٹیم، وسیع ذاتی لائبریری اور ذاتی حوالے وغیرہ۔ کلام فرید کے ہم مزاج ترجمہ کے باوجود لغت میں تنگدستی کے باعث حل اللغات میں انہوں نے مکلو ادھ کا مطلب تو مولانا عزیز الرحمن والا ہی بیان کر دیا لیکن مصرعے کے اگلے الفاظ کا ترجمہ غلط کر دیا۔ اگلے الفاظ تھے 'سواد ڈو'

'سواد' کا لفظ سرائیکی زبان میں 'لطف اور ذائقے' کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور 'ڈو' کا مطلب 'ہنے' کی طرف جبکہ خواجہ طاہر محمود نے 'سواد ڈو' کا مطلب بیان کیا ہے 'کی طرف' یعنی 'سواد' کے لفظ کو لپیٹ گئے۔

پنجابی ادبی بورڈ کی طرف سے شائع کردہ دیوان فرید 'آکھیا خواجہ فرید نے' میں آصف خان فرہنگ کے صفحہ ۵۲۳ سے ۵۲۶ تک اگر لفظ 'مکلو ادھ' کی معانی بیان نہیں کر سکے تو انہیں معذور سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ بہر حال ایک ایسی زبان کی کلاسیکل کتاب پر کام کر رہے تھے جو ان کی اپنا زبان نہ تھی جبکہ یہاں بڑے ثقہ اہل زبان ٹامک ٹوئیاں مار رہے تھے۔

مہر عبدالحق مرحوم واحد محقق ہیں جنہوں نے 'مکل وادھ' پر کچھ تحقیق کرنے کی زحمت گوارا کی۔ لغات

فریدی میں وہ لکھتے ہیں 'مکلو ادھ' شمال مغرب سے اٹھنے والی گھٹا کو مکلو ادی گھنڑ کہتے ہیں یہ گھٹا آنا فانا چھا جاتی ہے۔ سرائیکی زبان کے شمال مغربی کونے میں مکڑ وال کی پہاڑیاں ہیں اس طرف سے آنے والی گھٹائیں زور سے برستی ہیں اور بہت تیز رفتار ہوتی ہیں ان گھٹاؤں کو مکڑ والی گھٹائیں کہتے ہیں جو منظر ہو کر 'مکلو ادھ' ہو گیا ہے۔ مہر عبدالحق مرحوم نے ایک کوشش تو ضرور کی لیکن اس کا سحت سے کوئی تعلق نہیں۔ جسے وہ مکڑ وال کہہ رہے تھے وہ دراصل 'بکروال' ہے ملاحظہ ہو کلام فرید سے مثال:

چار ڈیہاڑے چیتڑ دے۔ کڈے پکروال

یہ لفظ بکریاں چرانے والے کے لئے اور بادلوں کی ایک خاص قسم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اب ہم مکلو ادھ کے لفظ پر اپنی تحقیق پیش کرتے ہیں جو ہماری کئی سال کی محنت کا ثمر ہے۔

مکلو ادھ دراصل ایک خاص علاقے کا نام ہے جو ڈیرہ اسماعیل خان اور اس کے مضافات پر مشتمل ہے۔ ان معانی سے ہم کئی سال سے واقف تھے لیکن تحقیق مزید اور تصدیق کے لئے ہم نے تھل کے علاقے میں بہت اثر و رسوخ رکھنے والے حمید اصغر شاہین، معروف شاعر نصیر سرمد ساروی، ڈیرہ اسماعیل خان سے تعلق رکھنے والے معروف ادیب شاعر سید مظہر علی تابش سے رابطہ کیا جنہوں نے ہماری تصدیق کی۔ لیجئے راقم الحروف کے نام سید مظہر علی تابش کے خط محررہ ۲۰۰۳/۵/۱۴ کی تحریر پڑھئے۔ 'مکلو ادھ' ڈیرہ اسماعیل خان کی وہ حد ہے جسے کچھ خاص پہاڑی نالے سیراب کرتے ہیں۔ مکلو ادھ کو 'مکل' واہ، یا 'مکل واہ' بھی کہا جاتا ہے۔ واہ کا لفظ دراصل 'واہ' سے نکلا ہوا ہے جس کا مطلب 'نالہ' ہے مکل واہ کی لمبائی تقریباً ۷۰ کلومیٹر اور چوڑائی ۴۰ کلومیٹر ہے۔ مشرقی طرف سے اس کی حد دریائے سندھ ہے جبکہ مغربی طرف سے کوہ سلیمان سے دس کلومیٹر ادھر اس کی حد ختم ہو جاتی ہے۔ اب یہ علاقہ چشمہ رائٹ بنک کینال سے آباد ہے جبکہ پہلے اسے جو پہاڑی چشمے آباد کرتے تھے ان کے نام یہ ہیں: لونی، گد، ولیراھی، ٹویا، بھرڈ، راجھستان وغیرہ

یہ ہے خواجہ فرید کی کافی نمبر ۱۱۵ میں مذکور لفظ 'مکلو ادھ' کا مطلب جسے شارجین فرید میں سے کسی نے بھی بیان نہیں کیا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ خواجہ فرید نے اسے مرادی طور پر 'محبوب کی جائے قیام' کے طور پر لیا ہے۔ ہم بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں لیکن جب حل اللغات کا مرحلہ درپیش ہو تو وہاں مراد کی بجائے لفظ کے اصل معانی ہی بیان کئے جائیں گے۔ کثیر الشافی شاعر خواجہ فرید کی شاعری میں اس لفظ کو ایک نئی جہت کا قطب نما کہا جا سکتا ہے۔

مسلمانیں دی آمد تے ہندوستان دی حالت

ہندوستان وچ مسلمانیں دے آون نال سماجی سطح تے بہوں وڈی تبدیلی آئی جیندے وچ اتھاں وس والے لوکاں کوں ذات پات تے دیومالائی اسرار دے خلاف کجھ الاون دی جرأت تھئی تے اتھوں دے مذہبی پیشوائیں کوں وی پہلی دفعہ ہک طاقتور Idialogy دا چیلنج قبول کرنا پئے گیا۔ جیندے نتیجے وچ بھگتی جیہاں تحریکاں اٹھیاں تے ہندوستان دے قدیم ویدانتی فلسفے دی نویں سرے نال تشریح تھئی ۱۱۔ جیڑھی ہندوستانی سماج وچ ایس چھک تان دے نتیجے وچ ہک Synthesis بن کے

ظاہر تھئی - لوک	ارشاد تونسوی! شاعر، کہانی کار، ناولسٹ تے دانشور۔ سینگھی سرائیکی
تے خوبصورتی نال	شاعری تے نثر وچ ہک اہم تے نویکی اسنچا نال موجود ہے۔ اے مضمون
تے ہر پاسے سچائی	کوئی ۱۰ سال پہلے سویل سائنگے ملیا ہئی ہک باذوق بندے دا تاریخی
عقیدیں کئوں علیحدہ	مطالعہ ہے۔ تاریخ جیڑھی مغالطیں نال بھریل ہے۔ اوندے وچوں تصوف
شروع کیتا - ایندا	امن تے سلامتی نال ارشاد تونسوی دا اے فکر انگیز مطالعہ جیڑھا کتھاؤں
دی تعلیمات دی	کتھاؤں فکر انگیخت وی تھی سگھدے، چھپندے بیوں۔

تھیا۔ اے ہندوستان دے Reconciliation دامل ہا جیڑھا بعد وچ رامانند میرابائی سرداس، کبیر تے گرو نانک تک پجیا۔ ایس Reconciliation دے عمل نہ صرف ہندویں کوں متاثر کیتا بلکہ مسلمان دانشور وی ایندے وچ پورے طور تے شامل تھی گئے۔

سب توں پہلا مسلمان سید علی ہجویری ہا جیں ہندوستان کوں کہیں فاتح قوم دے فرددی حیثت نال نہ ڈٹھا بلکہ اپنے مخصوص وجودی فلسفہ دی اکھ نال ڈٹھاتے صلح جوئی رواداری، ہک ڈوجھے دا احترام تے رل مل کے رہن دا پرچار شروع کیتس۔ مسلمان بادشاہیں دے جاہ و حال انہیں دے افسریں دے خوف تے شان و شوکت کئوں مرعوب ہندوستان دے لوکیں کو اپنے کولھ آون تے پیار نال رہن دی دعوت ڈتی جیڑھی اگوں ونج کے معین الدین اجمیری، نظام الدین اولیا اتے میر خسرو دی شکل وچ ہک باقاعدہ تحریک بن گئی جہیں نے صرف ہندوستان دے لوکاں کوں متاثر کیتا بلکہ درباروی

[۱] - تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر ڈاکٹر تارا چند، ص ۳۲

ایں توں محفوظ نہ رہ سکیا۔ پیار، محبت، رواداری تے ہک ڈوجھے دے احترام دی اے تحریک اتنی ہمہ گیر ہئی جو حکمران دی ایندے کولوں تھوڑا تھوڑا ڈرن پئے گئے جو کتھائیں ہندو بھگتیں تے مسلم صوفیا دی شن خیالی انہیں دی سلطنت کوں بوڑنہ ڈیوے لیکن انہیں کوں ڈوگا لھیں کہیں راست اقدام کوں روکی میا۔ ہک تاں بھگتیں تے صوفیا دی عام مقبولیت تے ڈوجھا ہندوستان دی اکثریتی آبادی دا ہندو دون۔

ایندے نال نال ہندوستان دے مسلمانیں وچ ہک ڈوجھا بااثر طبقہ مولوی داوی نال نال کم کریندا پیا ہا جیندا دربار وچ وی خاصا رسوخ ہاتے عام مسلمانیں کوں اوصوفیوں دے قاعدے دے خلاف بھڑکائی رکھدے ہن۔ صوفیوں دی جذب و مستی دی کیفیت، محافل سماع تے شرع دی کوئی بہوں زیادہ پابندی نہ کرن انہیں دے نزدیک جے کفر نہ ہئی تاں کوئی پسندیدہ فعل وی نہ ہئی۔ ایں کیے باقی اسلامی دنیا آلی کار ہندوستان وچ وی ڈومتوازی مکتب فکر وجود وچ آگئے۔ اہل مدرسہ تے اہل خانقاہ یا صاحبِ قال تے صاحبِ حال۔ مولویں دے نزدیک اسلامی اقدار تے سختی نال پابند رہن تے اتھوں دے ہندو باشندیں کوں دبا کے رکھن وچ انہیں دی سلامتی ہئی۔ انہیں دے خیال وچ مذہبی تعصب ہی مسلمانیں دے تشخص دی ضمانت ہئی۔

ایندے کیے اوجھام دے مذہبی جذبات کوں بھڑکاون توں علاوہ بادشاہیں کوں وی مشورے ڈیندے رہندے ہن جو اتھوں دے ہندوئیں کوں کہیں رعایت دا مستحق نہ سمجھن اے ہک تاریخی واقعہ ہے جو ہندوستان دے علمائے غیاث الدین بلبن کوں گئے تے آکھیا [۱] جو ہندوستان دارالحرب ہے تے اتھوں دی ہندو رعایا کافر لہذا انہیں قتل واجب ہے بلبن ہک سیانا بااثر شاہ ہا اوں آکھیا جو میڈے کولوں تاں انہیں کوں قتل کرن کیے اتنیاں تلواراں وی کوئے نی۔ انہیں علما دی اکثریت باہروں آون آلے ایرانی تے عرب نژاد لوکیں تے مشتمل ہئی جیڑھے اتھوں دے عام لوکیں نال رلن ملن پسند نا ہن کریندے۔ انہاں کوں دربار دے مسلمان امراء دی حمایت وی حاصل ہئی۔ جیڑھے ہندوستان دے راجیں مہاراجیں دے دربار وچ اثر کوں اپنے کیے خطرہ سمجھیندے ہاٹن۔ کیوں جو اووی باہروں آئے ہوئے ہاٹن۔ بادشاہ وی علما دی حمایت کوں اپنے اقتدار واسطے ضروری سمجھیندے ہاٹن۔ تے انہیں دی حمایت حاصل کرتے لوکیں اُتے ظلم تے تشدد دا جواز تلاش کریندے ہن ایویں سکندر

[۱]۔ سلطان بہلول لودھی دا جانشین سکندر لودھی شراب تے موسیقی دارسیا ہون دے باوجود انتہائی متعصب مسلمان ہاتے او ایں سلسلے وچ حد توں پھیرا ہویا ہا۔ (طبقات اکبری جلد اول ص ۳۵۵)

لودھی [۱] جیڑھا جو علما دا وڈا جماعتی ہا ہک دفعہ کبیز جہیں مرنجاں مرنج شخص کون وی کاشی وچوں کڈھ ڈتا حالانکہ او آپ شرابی ہاتے کوئی چنگیں خصلتیں دا مالک کوئے نہ ہا۔ علماء دے مقابلے وچ صوفیا دا وزتار علوم دوستی دا ہا او محبت تے پیار دا پرچار کرن دے نال نال بادشاہ اتے اوندے امرادے بنائے ہوئے اخلاقی ضابطے تے اداریں کون ہمیشہ نفرت دی نگاہ نال ڈہدے ہن اور انہیں اخلاقی ضابطے دی پابندی نہ کرتے انہیں کون معتبر ناہن تھیون ڈیندے کیوں جو انہیں دے نزدیک اے ضابطے اپنی روح وچ عوام دشمن تے توہین آمیز ہن اور شرف انسانیت دے خلاف ہن جیوں جیوں ہندوستان وچ مسلمانیں دا اقتدار مضبوط تھیندا گیا اے بھڑاند وی تیز تھیندی گئی۔

جیویں ویدانتی فلسفے ہندوستان دے باہر وی مسلمان فلسفہ کون متاثر کیتا بالکل اینویں ہندوستان تے وی باہر دے مسلمان فلسفی تے متکلمین دا اثر ہندی مسلمانیں تے تھیندا رہ گیا۔ معتزلہ دی فکری تحریک جیس ویلھے اپنے زور تے ہی بنو عباس اینکوں اپنے حق آج سمجھیندے ہوئے ایندی حمایت کریندے رہ گئے۔ بعد اچ انہیں کون مارن اچ ای عباسی خلیفے سب توں آگواہن پر ایس تحریک سوچ دے جیڑھے نوں ڈیوے بالے او مخالفت تے تنگ نظری دیاں اندھاریاں وی نہ وسما سگیاں اتہاں بدر سے دی بے روح تے فکر کنوں خالی تعلیم دے خلاف سب توں پہلے وٹا ماریا پر انہاں کون ایندا بہوں وڈا عوضانہ ڈیوناں پئے گیا۔ بہوں سارے لوک قتل تھئے تے بہوں سارے لوکیں کون گھریا چھوڑنا پئے گیا۔ نوں سوچ دے خلاف مولویں دی مخالفت دی تاریخ اتنی لمبی ہے جو ایندے شہاب الدین سہروردی، منصور حلاج، سیدی موید، ابن رشد، ابوسعید، ابوالخیر، ابن الہشیم تے بے بہوں سارے ناں ہن جیڑھے اچ ساری دنیا دی نظر وچ محترم ہن تے مسلمان فی انہیں دے ناں کون اپنے فخر دی بنیاد بنیندن یا تاں اے قتل تھئے یا ول ساری زندگی جیلیں تے خواری اچ گذارنی ابن تیمیہ تے امام حنبلی [۲] جہیں لوک جیڑھے دراصل مولویں دی برادری دے بندے ہن ساری زندگی ذلیل تھیندے رہے گئے۔ جیندا نتیجہ اے نکلیا جو امام غزالی جہیں بندے موقع تے رجعت پرستی دی ہک نوں راہ کڈھی تے عقل کون عقل دے خلاف استعمال کر کے مسلمانیں وچ راہ پاون والے نظریات کون افلاطون دے نظام فلسفہ نال ونج ملایا تے اوندی رج مخالفت کر کے نوں علم الکلام دی بنیاد رکھی حالانکہ ڈکھ دی گالھ اے ہے جو جنہیں نظریات کون افلاطون دے خیالات سمجھا

[۱]۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تارا چند، ص ۹۷

[۲]۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تارا چند، ص ۸۹-۸۸

کیا باونوفلاطونی فلسفیں دے اُفکار ہن تیں اے مغالطاجاں تائیں دور نہیں تھیا ۱۱۔

مسلمان متکلمین دے عقل دشمن افکار دربارتے مدرسہ دے لوکیں اچ زیادہ مقبول تھئے تے انہیں کوں آزاد فکری دی تحریک کوں پھیلن دا موقع مل گیا۔ ایندا نتیجہ اے نکلیا جو بک پاسوں تاں عقیدہ پرست تحریکاں زیادہ مستندانہ رستہ اختیار کیتا جیویں کہ قارمطہ یا بابیت ۱۲ دی تحریک (ایہو جیہاں تحریکاں ہندوستان وچ وی شروع تھی گیاں۔ سید محمد جو پوری باقی باللہ تے شیخ احمد سرہندی وغیرہ) تے ڈوجھی طرف صوفیوں اپنے خیالات دی فلسفیانہ تشریح نہایت پیچیدہ تے مبہم زبان استعمال کرن شروع کر ڈتی۔ مثال دے طور تے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اپنے انقلاب آفرین فلسفہ وحدت الوجود دی تشریح واسطے استعمال کیتی خاص طور تے فصوص الحکم دی زبان۔ صوفی شاعریں دی زبان ول وی عوامی تے سادہ ہئی البتہ انہیں علامتیں تے اصطلاحات وچ شیخ اکبر دی پیروی کیتی۔ شاعری دی جاہ تے اپنے سماجی ورتاؤے کوں اپنے خیالات دے اظہار دا ذریعہ بنایا۔ ایں احتیاط دے باوجود اونگ نظر تے فرقہ پسند مولویں دی مخالفت توں بچ نہ سگئے۔

ابن عربی تے وحدت الوجود

اسلامی تصوف وچ جیندا سب توں وڈا اثر ہے او شیخ اکبر محی الدین ابن عربی ان۔ ابن عربی جنہاں دا پورا ناں شیخ ابوبکر محی الدین محمد بن علی ہے، ۱۷ رمضان ۵۶۰ھ / ۲۸ جولائی ۱۱۶۵ء اچ اندلس دے شہر مرسیہ اچ پیدا تھئے انہیں دی نسبت الحاتمی الطائی توں پتہ چلے جو انہاں دا تعلق عرب دے قدیم قبیلے بنو طے نال ہا۔ ۵۶۸ھ اچ ابن عربی سپین دے ہک شہر اشبیلیہ چلے گئے جیڑھا اوں وقت علم دا گڑھ ہا۔ اتھاں انہاں وڈے وڈے علما کنوں تعلیم پاتی بعد وچ او اندلس چھوڑتے اسلامی دنیا دے سفر تے نکل کھڑے تھے اوں وقت انہیں دی عمر اٹھتری سال ہئی۔ اوول کڈا ہیں وطن واپس نہ گئے۔ ٹردے پھر دے مکہ معظمہ بغداد ایشیائے کوچک تے حلب گئے۔ دمشق پہنچے تے ہمیشہ کیتے اتھاں رہ گئے ۱۲۳۰ء وچ وفات پاتی تے جبل تاسیون وچ دفن تھئے آپ انتہائی متنازعہ شخصیت ہن کجھ لوک انہیں کوں ولی کامل قطب زماں سمجھیندے ہن تے بہوں سارے کافر تے ملحد ۱۳۱ انہیں دی ونک اچ وی بہوں ساریاں کتاباں لکھیاں گپاں تے مخالفت وی رج کے تھئی انہیں دی ونک

[۱]۔ فلسفہ جدید کے خدو خال مرتبہ پروفیسر خواجہ غلام صادق، ص ۳۱۰

[۲]۔ دائرہ المعارف اسلامیہ

[۳]۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تارا چند، ص ۹۱

وچ جہاں بزرگاں کتاباں لکھیاں انہیں دے ناں اے ہن: محمد الدین الفیر، سراج الدین المسخروسی، الفخر الرازی، جلال الدین السیوطی، عبدالرزاق اکاشانی، مخالفت اچ رضی الدین ابن الحیاط، الذہبی، ابن تیمیہ، ابن عباس، جمال الدین محمد بن نور الدین انہیں دے کتابیں دے بارے وی کافی رپھڑ اے۔ عبدالرحمن، جامی دے مطابق انہیں وی تعداد ۵۰۰ ہے۔ الشعرائی جامی کنوں ۱۰۰ کتاباں گھٹ ڈسیندے رجب حللی دے مطابق کل تعداد ۴۸۴ بندی اے تے خود شیخ اکبر مران توں پہلے ہک یادداشت اچ اپنیاں کتاباں وی تعداد ۲۵۱ ڈسیندن۔ ترجمان الاشواق انہیں دے نظمیں دا مجموعہ اے۔

شیخ اکبر فلسفہ وحدت الوجود کوں ہک باقاعدہ شکل ڈتی ہے حالانکہ تصوف دا بنیادی نظریہ ویدانتی تے یونانی ہے [۱] تے فیثا غورث کوں پہلا صوفی سمجھیا ویندے۔ ابن عربی دا خیال اے جو سارا عالم اشیاء اوں حقیقت دا محض پچھانو اں ہے۔ جیڑھی ابندے پچھوں لکی ہوئی ہے۔ یعنی وجود حقیقی دا جوہراو شے وی آخری بنیاد اے جوہی، جوہے یا جوہوسی۔ عقل دے وس دی گالھ نہیں جو اوں اتحاد کوں سمجھ سکے۔ ایہہ واسطے او دوئی تے زور ڈیندی ہے۔ شیں دے درمیان جیڑھا اتحاد اے ایندا ادراک محض وجدان نال تھی سگھدے۔ وجود مطلق نا قابل تقسیم تے غیر متشخص اے زمان و مکان دی قید کنوں اگوں تے انسان دے علم کنوں باہر اے۔ ہر شے اوندی ذات دا حصہ ہے تے ذات باری کنوں باہر کہیں شے دا وجود کانتی۔ دوئی Dulity محض عقل دا فریب ہے۔

جیڑھی شے محبوب یا معبود تھی سگھدی اے جوہر اے اینکو کہیں مخصوص عقیدے، شکل یا مذہب نال محدود نہیں کیتا و نج سگدا کوئی شے جیڑھی پوجی ویندی پئی اے ایندی حقیقت ایندے سوا کجھ نہیں جو اوں گنت صورتیں وچوں ہک اے۔ خدا کوں صرف ہک صورت وچ محدود تے باقی تمام صورتیں کنوں انج کر ڈیوں کفر اے تے ہر شے جیڑھی پوجن دے لائق ہے اوندے وچ مذہب دی صحیح روح لکی ہوئی ہے۔

بزرگ و برتر ہے او ذات جیں سب شیاں کوں بیدار کیتے اور جو خود انہاں دا اصل ہے۔ (نوحات مکہ، صفحہ ۲۷) توں تمام چیزیں کوں اپنی ذات وچ غلط کیتا، جمع کریندیں ہر چیز کوں جینکو توں پیدا کریندیں۔ توں اوں چیز کوں پیدا کریندیں جیندا وجود میڈی ذات اے کڈا ہن ختم نہیں تھیندا۔ لہذا توں ایس تھوڑا تے توں ای بہوں ایس۔ [۲]

ابن عربی نے فنا تے بقادے روایتی تصور کوں ختم کر ڈتا تے نال عشق کوں ایس رہبر اول بنایا۔

[۱] - دائرہ المعارف اسلامیہ، [۲] - تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تارا چند، ص ۱۲۲

وحدت الوجود کے فلسفے دا بنیادی نکتہ 'ہمہ اوست' ہے۔ تمام ہک اے، عالم اوندی ذات دا مظہر ہن۔ کوئی چھوٹا وڈا کائناتی۔ تمام مذاہب سچے ہن، کوئی کوڑا کائناتی۔ اے گالھ ہر کہیں دے سنگھوں نہیں پیدی۔ خاص طور تے مولویں کوں تاں اتھاں گھوگھا آ ویندے۔ اوکڑا ہن اے گالھ نہیں من سکھدے جو کوئی کوڑا کوئے نہیں۔ سب اوندی ذات دا جلوہ ہے۔ ول مولویں دا کیا کم رہ ویندے۔ ابن عربی عقل دی بجائے عشق کوں مرشد اول رکھے جتے ایندے نظریات دی پڑا ڈوسا کوں تمام مسلمان صوفیوں وچ سنیندی اے۔ مولانا روم دا شعر اے

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما

اے طیب جملہ علت ہائے ما

منصور حلاج کونوں رکھتے بایزید بسطامی، عبدالکریم الجیلی، ابوسعید ابوالخیر توں عبدالرحمن بامی تک سب جاہ ہو گالھ نظر آندی اے۔ اناربی یا انا الحق صرف منصور حلاج تک محدود نہیں بلکہ تمام صوفی کم و بیش ایندے قائل ہن حتی داتا گنج بخش جیہاں محتاط بندہ وی منصور حلاج بارے :۔ رم گوشہ رکھیندے۔

تعصب جہالت تنگ نظری تے بادشاہیں دی مطلق العنانیت تے جبر دے خلاف وحدت الوجود صخرادی دھپ وچ ہک ٹھڈے پانی دے چشمے وانگوں ہے جتھاں تھکے ترے آتے ماندے لوگ بہہ راہندے ہن۔ خاص کر شاعری دے وچ 'ہمہ اوست' ہک ہمہ گیر علامت دے طور تے ابھرے ایہا وجہ ہے کہ مثال مشہور تھی جو 'تصوف برائے شعر گفتن خوب است' شیخ اکبر دی شاعری وی وحدت الوجود دی شرح بن گئی۔

'اے گالھ جو میں عشق کرینداں، ہر کہیں کوں پتہ اے میں کیندے نال عشق کرینداں اے کہیں کوں پتہ نہیں۔'

'میڈا دل ہک صورت دادیرہ بن گئے اے ہر نیں واسطے جوہ، عیسائی راہیں واسطے خانقاہ، بت پرستیں واسطے مندر تے حاجی لوکیں واسطے کعبہ تے الواح تورہ تے کتاب القرآن ہے۔ کیوں جو ایہو میڈا دین تے میڈا ایمان ہے (ترجمان الاشواق ص ۳۹-۴۰)

'قلیم ہستی ہک دائرہ دی شکل ایچ اے جتھاں اے ختم تھیندی اے اتھاں ہوں ایندا آغاز پوی تھیندے۔'

فلسفہ وحدت الوجود دے شارحین وچ عبدالکریم الجیلی تے شہاب الدین سہروردی مقتول شامل ہن۔

انہاں دی آزاد فکری تے روشن خیالی حاکمیں دی نظر وچ کھلکدی ہئی۔ قاضیں تے مولویں انہیں تے کفر دے فتوے لائے تیں سلطان صلاح الدین دے حکم تے انہیں کول قتل کر ڈتا گیا [۱]۔

اینویں ابو العلیٰ معری وی ہک بہوں وڈا وجودی تے صوفی تھی گزریے او عربی دا قادر الکلام شاعر تے نظریات دے اعتبار نال ملحد ہا ایہو جہیں کئی ملحد ہن جنہیں دے ناں حاجز تے علامہ طبری نے گنوائے ہن غزالی نے انہاں دیاں قسماں وی وسیاں۔ ڈاکٹر تارا چند آہدے ملحد تے دہریے عموماً شعراء تے حکماء ہن۔ جیڑھے ایرانی تے ہندوستانی تصورات کنوں متاثر تھے ہن۔ خلیفہ یزید، متنبی تے عمر خیام کول وی انہیں ملحدیں وچ شمار کیتا ویندے۔ معری آواگون دا قائل تے سخت قسم داسبری خور ہا۔ کھیر مکھن ماکھی تے چڑھے تک کول استعمال نہ کریندا ہا۔ بکھرا ہندا ہا تے شادی وادی دا قائل کیناں ہا، عربی دے بہوں وڈے شاعریں وچ ایندا شمار تھیندا ہا اور سمیں رواجیں داوی دشمن ہا۔ مسجد وچ عبادت کرن چھوڑ ڈیو۔ آسان عبادت تے قربانی دا کوئی فائدہ نہیں۔ وقت آون والا اے جو تقدیر تہاڈے اگون مدہوشی دی شراب رکھی تے تہا کول پیونی پوسی۔

’اے گالھ صحیح اے جو خدا توں وڈا کوئی معبود نہیں تے اے وی صحیح اے جو دماغ کنوں وڈا کوئی پیغمبر نہیں۔ انسان جیڑھی بہشت دی تلاش وچ ہے او اوندے اپنے اندر موجود اے [۲]۔

شیخ اکبر ابن العربی دے بعد ڈوجھا صوفی عبدالکریم الجلیلی ہا جیں وحدت الوجود تے ابن عربی دی کتاب فتوحات مکیہ تے ہک بہوں وڈی تصنیف ’انسان کامل‘ دے ناں نال لکھی ہے۔ اوندی کتاب بھانویں جو ابن عربی دے پائے دی ناں ہئی لیکن فلسفہ وحدت الوجود کول سمجھن تے مقبول کرن وچ ایندا وڈا ہتھ ہے۔ ’ہمہ اوست‘ دے نتیجے وچ اے نظریہ عام رواج پا گیا جو خدا دی عبادت دے بے شمار طریقے ہن تے تمام مذاہب سچے ہن جو سب دا مقصد ہو ہے۔ ابن عربی لکھدے جو:

’ہر شخص دا خدا اوندی اپنی تخلیق ہوندے۔ جیڑھے ویلھے کوئی شخص خدا دی تعریف کریندا پیا ہوندے تاں اوں ویلھے اپنی تعریف کریندا پیا ہوندے۔ ایس واسطے اوڈوجھے دے عقائد دی مخالفت کریندے۔ جے او انصاف پسند ہووے تاں اینویں ہرگز نہ کرے۔ اوں بندے دی اے ناپسندیدگی اوندی جہالت ہوندی اے۔ جیکراونکوں حضرت جنید بغدادی دا اے قول معلوم ہوندا جو: ’پانی جیڑھے برتن اچ ہوندے اوندانگ اختیار کرگھندے‘ تاں اوڈوجھیں دے عقائد وچ دخل نہ ڈیندا بلکہ ہر صورت تے ہر عقیدے وچ اونکوں خدا دا جلوہ نظر آندا۔‘

[۱] تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تارا چند، ص ۱۰۵، [۲] تمدن ہند پر اسلامی اثرات از ڈاکٹر تارا چند، ص ۱۲۸

اے خیالات صوفیوں دے عقائد اچ ویدیں دے حوالے نال آئے عبد الکریم الجیلی لکھدے:

'میں اونوں ہمایاں جیندا پتر اوند اپو ہے، میں انہیں تمہیں کوں ملیاں جنہیں میکوں جمایا میں انہیں دے نال شادی کرن چاہی تاں انہیں منظور کر گدھی۔'

اے جملے حیرت انگیز حد تک ویدک علم نال ملدے جلد بے ہن کیوں جو ویدیں اچ Aditis کوں میریں آکھیا گئے تے خود انہیں کوں اپنے پتریں دیاں زالیں، ساڈی کلاسک دے بہوں وڈے شاعر بلھے شاہ دا شعر ہے:

بائیل قابیل آدم دا جایا۔ آدم کیندا جایا

بلھے شاہ اوں توں وی اگو۔ ڈاڈا گود کھڈایا

ساڈی سرائیکی شاعری تے کلچر اتے ویداں تے ہندو کلچر دا بہوں زیادہ اثر ہے خواجہ فرید دیاں ہندی کافیاں تے شاہ حسین دا کلام ایندا بہوں وڈا ثبوت ہے۔

اونویں تے پوری مسلمانیں دی شاعری تے خاص طور تے برصغیر وچ سندھی تے سرائیکی شاعری تے وحدت الوجود دا بہوں زیادہ اثر ہے بلکہ ساڈی وڈی شاعری وحدت الوجود دے زیر اثر لکھی گئی پچل سامی تے بھٹائی کون رکھتے سلطان باہو، بلھے شاہ تے خواجہ فرید تک وحدت الوجودی صوفی ہن۔ سرائیکی شاعراں وچوں صرف شاہ حسین ایہو جیہاں شاعر ہے جینکوں اسان وحدت الوجودی صوفی دی بجائی ویدانتی صوفی آکھ سکدے ہیں۔ [۱]

بابا فرید دے بعد سرائیکی کلاسک دے اولین شاعریں وچوں شاہ حسین دا مقام بہوں اچا ہے تیں انہیں دی شاعری دا اثر بعد وچ آون آ لے تمام صوفی شاعراں تے بہوں گہرا ہے۔ حتی کہ اے اثر خواجہ فرید تک سجدے۔ ایندے بعد شاہ حسین دا اثر ساڈی شاعری تے اکانہیں ملدا حالانکہ بلھے شاہ دا اثر شاعری تے عوام تے اچ تک اونویں قائم ہے۔ ایندی وجہ غالباً اے تھی سگدی اے جو آون والا زمانہ تبدیلی تے عمل دا زمانہ اے جیڑھا بلھے شاہ دے فلسفے دے زیادہ قریب اے تے شاہ حسین دے فلسفے دی شاید ایں زمانے وچ گنجائش کینی۔

برصغیر اچ ابن عربی دے خیالات تیرہویں صدی وچ ہیج گئے ہن تے لوکیں انہیں تے غور کرن شروع کر ڈتا ہا۔ [۲] ہندوستان اچ ابن عربی دے پہلے طالب علماں وچوں شیخ صدر الدین

[۱]۔ برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء، قاضی جاوید، ص ۶۸-۱۶۷

[۲]۔ برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء، قاضی جاوید، ص ۶۶

عارف داناں گھداویندے۔ ایندی تصدیق عراقی دی کتاب 'لمعات' کنوں وی تھیندی اے۔ صدر الدین عارف دے بعد جیڑھے بندے داناں این سلسلے اچ چایا ویندے او مسعود بک ہے۔ جیڑھا سلطان فیروز شاہ تغلق دے عزیزاں وچوں ہا۔ انہاں دیاں ڈو کتاباں 'نور العین' تے 'مراة العارفین' مشہور ہن۔ جنہیں دا ہک ہک لفظ شیخ اکبر دے رنگ وچ رنگیاں ہوئے انہیں دے وحدت الوجودی خیالات دی وجہ کنوں مولویں انہاں دی بہوں مخالفت کیتی جیندی وجہ کنوں انہاں کوں وی قتل کر ڈتا گیا [۱]۔

چوڑھویں صدی وچ ہندوستان وچ شیخ اکبر دیاں تعلیمات عام تھی گیاں تے انہیں دے کتابیں دیاں شرعاں لکھیجن پئے گیاں تے ترجمے تھیون پئے گئے۔ انہیں شارحین وچوں میر علی ہمدانی تے شیخ شرف الدین دہلوی بہوں مشہور ہن۔ ابن عربی دے مداحین وچ سب توں وڈا ناں شیخ عبد القدوس گنگوہی دا ہے، داراشکوہ دے بقول اپنے وقت اچ انہاں کنوں وڈا عالم برصغیر اچ کوئی نہ ہا۔ خود داراشکوہ وی شہزادہ ہوون دے باوجود اپنے وقت دا بہوں وڈا عالم ہا۔ عربی فارسی توں علاوہ سنسکرت دے بہوں وڈے عالمیں وچوں ہاتے ہندوستان دی دیو مالائے کامل عبور رکھیند اہا۔

شیخ عبد القدوس گنگوہی 'اپنے اشعار' مکتوبات تے مختلف تصانیف دے ذریعے وحدت الوجود کوں مختلف حوالے نال پیش کیتے۔ انہیں فلسفہ وحدت الوجود کوں نہ صرف عقلی سطح تے قبول کیتے بلکہ اوں کنوں سماجی تے تہذیبی نتائج وی اخذ کیتن۔ اوہک چاہ تے لکھدن جو مومن، کافر، مطیع و گنہگار، صادق کاذب تے چھوٹے وڈے دیاں تمام تقسیمناں غلط ہن۔ اصل گالھ اے ہے جو سبھے انسان برابر ہن۔ انہیں خیالات دا اظہار لودھیں دے وقت بہوں زور شور نال تھیند اپیا ہا۔ لودھی انتہائی معتصب تے تنگ نظر حکمران ہن انہیں جبراً وی انہیں خیالات کوں روکن دی کوشش کیتی اے پر عوام نے انہیں دی شاعری انہیں دے ورتاؤے تے پیار محبت دے پیغام کوں جیوں قبول کیتے اوند اظہار اچ وی انہیں دے مزاریں تے لوکیں دے اجتماع کنوں تھیندے تے صوفیاء دی شاعری اچ وی عام تے گائی ویندی اے۔ بھگت کبیر، بھٹائی، شاہ حسین تے بلھے شاہ اچ وی لوکیں دے دیس وچ وسدن تے لوں اچ وی زندگی دا معتبر رویہ صوفیا دی زندگی کوں سمجھیندن۔ ایہا وجہ ہے جو باوجود مٹلاں دی مخالفت دے، مزاریں تے میلے ٹھیلیں تے نچن گاؤں دارواج، سماع تے رقص و سرود دے محفلیں کنوں گھدا گئے۔ ہندو مسلم ثقافت دے فروغ وچ ہندوستانی موسیقی دا بہوں وڈا دخل اے۔ ساڈے صوفیوں

[۱]۔ برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء، ص ۶۷

ہندوستانی موسیقی دے ودھارے کیے وی بہوں وڈا کم کیے۔ بہوں سارے سارے راتے راگ مسلمان
صوفیوں دے ایجاد سارے ویندن۔

بھگتی تحریک دا تصوف تے اثر

ہندو مسلم اتحاد دے سلسلے اچ ہندوستان وچ اٹھن والی بھگتی تحریک دا بہوں وڈا ہتھ اے۔ اے
تحریک جنوبی ہند وچ مسلمان سوداگراں تے مبلغین دی آمد نال شروع تھی۔ جیردھی ودھدی ودھدی
پندرہویں صدی عیسوی تک پورے ہندوستان وچ پھیل گئی تے ایندے سبھ توں زیادہ اثر سندھ تے
سرائیکی علاقے وچ تھیا۔ اے تحریک لکھی (خودرو) نہ ہی بلکہ ڈو عظیم تہذیبیں دے ملاپ نال شعوری
طور تے وجود وچ آئی۔ اسلام دے ظہور کنوں وی پہلے عرب تاجریں دیاں دستیاں مالا بار تے کارو
منڈل دے ساحل تے موجود ہن اتے جنوبی ہندوستان دے لوک شروع صدیوں کنوں ای اسلام دی
تعلیم کنوں واقف تھی گئے جیردھے ویلھے حجاج بن یوسف دے زلزلہ کنوں اک تے بنو ہاشم تے انہیں
دے عقیدت مند عرب توں نئے تال او جنوبی ہند اچ آباد تھئے۔ انہاں دے وچ مبلغین دی وی ہک
بہوں وڈی تعداد موجود تھی۔ جیردھے ہندو دستیاں وچ ہندو لوکیں نال رل مل تے رہندے ہن۔ اتے
انہیں اپنے نال وی ہندو نانویں تے رکھے ہوئے ہاں [۱] انہیں دی زیادہ تعداد اسماعیلی فرقے نال
تعلق رکھندی تھی۔

انہاں نے ہندومت تے ہندوستانی تہذیب دا اتنا اثر قبول کیتا جو انہاں اپنے اکابرین دے نال وی
ہندو دیوتا کیں دے نال تے رکھے ہوئے ہاں۔ مثلاً شیخ زین الدین ابو یحییٰ (۸۷۳ء تا ۹۲۳ء) کوں
'نورست گرد' تے شیخ صدر الدین کوں ہندو 'مچھرناتھ' دے نال یا دکریندے ہن۔ صدر الدین نے
ہک کتاب 'دس اوتار' دے نال لکھی جیندے وچ حضرت آدم کوں 'شو' حضرت محمد کوں 'برہما' تے
حضرت علی کوں 'وشنو' آکھیا گیا۔ ایں توں علاوہ سندھ وچ حسینی بانہنیں (برہمن) دا ہک فرقہ اچ
تیں موجود اے جیردھا حضرت محمد کوں ہنلا و اتار ددرجہ ڈیندے [۲]۔ ہندوستان اچ اے حالات
ہن جیں ویلھے بھگتی تحریک دی ابتدا تھی ایٹھ ۱۱۹۹ء تا ۱۲۷۸ء) آند تیرتھ وشنو سوامی تے باسوہن۔ ڈاکٹر تارا چند دے بقول ایں تحریک دا
سبب مقامی ہندو راہیں دی فراخ دلی تے غیر متعصبانہ رویہ ہا جنہیں عرب تاجریں کوں اپنیاں

[۱]۔ پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء، سبط حسن ص ۷-۲۰۹

[۲] برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء، قاضی جاوید ۷۰-۶۹

سہ ماہی سرائیکی بہاولپور

عبادت کا ہیں بناون دی اجازت ڈتی تے انہیں کون کھلے عام تبلیغ کرن دے موقعے ڈتے۔ جیندے نتیجے وچ بھگتی تحریک نال ملے ہوئے لوکاں کون اسلام سمجھن داموقع ملیا تے ایندے نال ہک نویں ہندو مسلم ثقافت وجود اچ آئی۔ رامانج دے بعد سوامی رامانند تیرھویں صدی دے اخیر وچ بنارس وچ پیدا تھیا۔ اے برصغیر وچ خاندان غلاناں دادورہا۔ ایں طرحاں بھگتی تحریک جنوبی ہندتوں شمالی ہندو وچ پھیل گئی۔ اے پہلا بھگت ہاجیں ویدانتی فلسفہ کون منن کون انکار کر ڈتاتے اوں اپنے گرو راگھنند شکر دی گالھ دی نہ منی جو شودریں تے عورتیں کون اپنے پنہتھ وچ شامل نہ کرو۔ انہاں واضح طور تے اعلان کیتا جو ذات پات برہمن تے پنڈتیں دے ڈھکوسلے ہن۔ اوں نے آکھیا جو ایشور پریم تے پریم ایشور اے۔ اوں نے آکھے پریم بھگتی توں شودر، برہمن، مسلمان، ہندو مرد، عورت کہیں کون نہیں ہٹکیا وچ سگدا۔ بلکہ جینکوں ایشور دا گیان تھئے سمجھو او تمام سماجی بندھنیں توں ازاد تھی گئے۔ رامانند دیاں تعلیمات حیرت انگیز حد تک مسلمان صوفیاں نال ملدیاں ہن۔

رامانند برہمن گھرانے وچ پیدا تھیا پر بہوں جلدی او مذہب دے روایتی بندھنیں کونوں ازاد تھی گیا۔ او آہا جو بھگوان کون ملن دارستہ صرف پریم اے۔ ایندے کیتے مذہب دی کوئی لوڑ نہیں۔ نہ ہندو مسلمان دی شرط اے۔ ایں طرح اوں صحیح معنے وچ ہندوستان اچ ہک نویں پنہتھ دی نینہہ رکھی اے تے رامانج دی چلائی ہوئی بھگتی تحریک کون اوں ہک اہو جہیں دگ تے ٹور ڈتا جیڑھی اگوونج تے ہک وسیع مذہب دی حیثیت اختیار کر گئی تے او مذہب ہا پریم، بھائی چارہ تے ڈکھ سکھ دی سانجھ دا مذہب۔ رامانند دے چیلو یں اچ جینداناں چایا ویندے او ہن انت، کبیر، پپا، بھاوانند، شوکھا، سرسورا، پدماوتی، نرہری، رائے داس پھار (جیندی بعد اچ راجستھان دی راجکماری تے ہندی دی مشہور معروف شاعرہ میرا داسی بنی)، دھنا، سسن، بے سرسورا دی زال۔

انہاں سب وچوں جیکوں عالمگیر شہرت حاصل تھی او کبیر اے۔ سچی گالھ تے اے ہے جو چوڈھویں تے پندرھویں صدی عیسوی ہندوستان اچ اے جیڑی شخصیت پیدا نہیں تھی۔ کبیر ٹھڈے پانی دا ابجھاں داگی تے ابدی چشمہ اے جیں کونوں انسان ہر زمانے اچ اپنی ترہہ لہیند اراہسی۔ کبیر صحرا دے وچ گھاٹی چھاں آلے اوں درخت آلی کار ہے جتھاں تھکے ترے پاندھی آکے تھکیا لہیند تے۔ دل اپنی منزل دوڑ پوندن یا اوروشنی دے مینار آلی کار اے جیڑھا لوکیں کون رستہ نہیں بھلن ڈیندا۔ کبیر دے جمنے بارے بہوں سارے قصے مشہور ہن۔ آہدن جو او ہک رنڈر باہمنی دے گھر جمیا تے اوں اپنی شرم نکاون کیتے اینکوں ہک تلال دے بنے سٹ گھتیا جتھوں ہک مسلمان علی (تیرو)

پاؤلی چاتے اپنے گھر گھن آیا۔ جتھاں اوندی زال اونکوں اپنا پتر بنا کے پالیا کبیر چھوٹے لاکنوں باقی
 بالیں کنوں دکھری طبیعت دا مالک ہا۔ کبیر دے پو ما غریب ہن اینکوں تعلیم نہ ڈا اسکدے ہن این
 واسطے انہیں اینکوں اپنا کسب سکھایا جیڑھا کبیر مردے دم تک نہ چھوڑیا۔ کبیر شروع کنوں غیر متعصب ہا او
 مسلمان ہوون دے پاو جو دجینو پینداتے خدا کوں ہندو نانویں نال یاد کریندا ہا۔ کبیر چونکہ پہلے کہیں دا
 مرید کائے نہ ہا این کیسے لوک اینکوں بے پیرا آہدے ہن۔ بعد اچ او راما نند دا مرید تھی گیا۔ اے
 عرصہ بہوں تھوڑا اے تے ہولے ہولے کبیر دے عقیدے راما نند کنوں دکھڑے تھیندے گئے۔ ابو
 الفضل کبیر دے متعلق آہدے جو اونہ ہندو ہاتے نہ مسلمان بلکہ ہک توحید پرست ہا۔ اوندان مذہب خدا
 تے پریم ہا۔ کبیر چونکہ سچائی دی گول پھول اچ ہا این کیسے اوں کافی عرصہ مسلمان صوفیوں دی صحبت و سچ
 گذاریا۔ خاص طور تے ماتک پور جتھاں کبیر شیخ تقی رحمۃ اللہ علیہ دے اقوال بڑے غور نال سنیے۔ این
 سلسلے وچ اوں جون پور جیڑھا کہیں وقت بہوں وڈا علمی مرکز ہا کجھ عرصہ گذاریا۔ جھوسی جتھوں دے
 متعلق مشہور اے جو اتھاں اکوی پیر رہندے ہن۔ جیڑھے نبی کریمؐ دا خطبہ پڑھدے رہندے ہن۔
 کبیر انہیں دی صحبت اچ وی رہیا۔ پر سچی گالھ ایہا اے جو اونکوں کتھائیں وی تسکین نہ ملی۔ جتھاں
 او پنڈتیں دی رسم و رواج تے عقیدیں تے تنقید کریندا، اتھاں او مسلمان عالمیں دی دنیا داری تے جاہ
 پرستی کوں وی نفرت نال ڈھدے۔ کبیر او پہلا ہندوستانی اے جیں ہندو مسلم عقائد کوں راتے ہک
 نویں پنٹھ دا ایر رکھیا۔ جیڑھا تمام مذاہب کوں خدای و حدانیت نال جڑیندے۔ او خود آہدے جو ہندو
 مندر اچ دیندن تے مسلمان مسجد وچ پر کبیر اتھاں ویندے جتھاں ہندو مسلم ڈوہائیں ویندن۔
 ڈوہائیں مذہب ہک درخت دیاں ڈو شاخاں ہن جنہیں وچوں ہک تر تیکھی شاخ پھٹی جیڑھی
 انہیں ڈوہائیں کنوں اگوں نکل گئی اے۔ کبیر ڈوہائیں مذہبیں دے رسمیں کوں نہیں منیندا او تاں ہک
 اسبجھا سریر اے جیندے وچ اوندی ذات و سدی اے۔ کبیر دے نزدیک، کعبہ کاشی تے رام رحیم تھی
 گئے۔ کبیر کوں لوک طعنے ڈیندے ہن جو توں کیجھاں مسلمان ہیں جو تیڈا تاں ختنہ وی نہیں تھیا ہو یا
 تاں او آہدا جو لوگ ختنہ محض اپنی شہوت تے لذت کیسے کرویندن جے کر ختنہ خدا کوں منظور ہوندا تاں او
 میکوں ختنے نال پیدا کریندا۔ کبیر بران پڑھوی کاٹنا ہا او صوفیاء دی تعلیمات بہوں کن لاتے سمجھتے۔
 تے اوندے کلام وچ تصوف دیاں تمام اصطلاحات و ریتیاں گھن۔ شیخ فرید الدین عطار تے کبیر دے
 نظمیں دے عنوان ہک ڈوجھے نال بہوں ملدن یا مولانا رومی تے سمدی شیرازی کنوں وی کبیر
 متاثر تھے۔ جیڑھے ویلھے تاں دنیا اچ آئے تاں رُنے ہاؤتے لوک کھلن ہن اسبجھاں رستہ

سہ ماہی سرانیکی بہاولپور

اختیار نہ کرو جو مرنتے تے تاں رووتے لوک کھلن، اے سعدی شیرازی دی پٹھ ڈتی ہوئی رباعی دا ترجمہ
لگدے

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خنداں بند تو گریاں
آں چناں زی کہ بعد مردن تو
ہمہ گریاں بودندو تو خنداں

کبیر کہیں جاہ توں وی روایتی تعلیم حاصل نہیں کیتی او جتلی علم حاصل کیتے سب زبانی ہا صوفیوں تے بھگتیں
دیاں مجلساں وچ بہہ کے تے اپنی سوچ دے حوالے نال او اوں ویلھے دے مروجہ نظریات کنوں
بالکل واقف ہا اے کینویں تھی سگدے جو ہک اصلوں ان پڑھ بندہ اپنے پچھوں ہک ایہو جہیں وڈی
سوچ سٹ و نچے جیڑھی اچ تو نہیں لوکیں کیتے مذہبی تنگ نظری تے تعصب دے خلاف ہکت طاقتور
ہتھیار بندی پئی اے۔

کبیر ہندومت یا اسلام کہیں کوں وی ہک ڈوجھے تے فوقیت نہیں ڈندا۔ کبیر پنہ اچ
ڈوہائیں مذاہب دے سنن والے موجود ہن۔ کبیر خود آہدے:

’نہ میں دھرمی ہاں تے نہ آدھرمی۔ نہ میں سنیا سی ہاں تے نہ دنیا دار تے نہ دنیا دے کمیں کنوں۔
ہاں نہ میں کہیں کنوں جدا ہاں نہ کہیں داستگی ہاں نہ میں دوزخ دووینداں تے نہ جنت دو اے ٹھیک
اے جو سب کر میں دا کرن ہاں میں خود ہاں پر میں اوں توں مختلف ہاں۔

انسان کھڑے سمندر اچ ہک بلبلے دی کار ہے حقیقت صرف سمندر اے اینویں کبیر بلبلے اے
تے کبیر ای سمندر اے۔

جیڑے بلے کبیر آہدے جو میں نہ ہندو ہاں تے نہ مسلمان میں تاں جو کجھ ہاں او تھا ڈے سامنے
ہاں۔ ایں توں علیحدہ کجھ نہیں۔ تاں اے گالھ بھگتی تے تصوف دے من والے ڈوہائیں دی تعلیم دی
بنیاداے۔ شاہ حسین دی ہک کافی دے بول ہن:

اے نی حسین جلاہا

نہ اس مول نہ لاہا

نہ گھر باری نہ او مسافر

نہ او مومن نہ کافر

نا بھاجی دے مطابق کبیر ذات پات دے فرق کوں تسلیم نہیں کرینداتے نہ او ہندو فلسفے کوں سند منیندا تے نہ باہمنیں کوں سچا سمجھیندا اہا، اوندے نزدیک تیاگ برت دان کوئی حیثیت نہ رکھیندے ہن۔

در اصل کبیر جیڑھے ہندو مسلم اتحاد دا حامی ہاتے اوندی بنیاد تے اوہک خالص ہندوستانی پنٹھ کوں رواج ڈیون چاہندا اہا او اتھوں دتے مفاد پرست طبقیوں دے خلاف ہی۔ نہ تاں ہندو پنڈت نہ مسلمان مولوی ایں گالھ کوں پچاسکدے۔ ایہا وجہ اے جو کبیر دی ڈوہائیں طبقیوں مخالفت کیتی تے کبیر کوں کافر آکھ تے ڈوہائیں طبقیوں بادشاہ کوں ایندے قتل دی سفارش کیتی۔ کبیر کوں سکندر لودھی سڈوایا تے کاشی وچون دیس نکالا ڈتا۔ پر کبیر دے خیالات ڈکن انہیں دے وس دی گالھ نہ ہی۔ کبیر رسمیں تے توہمات دے اتنا خلاف ہا جو اخیر عمر اراج او کاشی (جیندے متعلق ہندوئیں دا عقیدہ اے جیڑھا اتھاں مرسی اور سدھا جنت وچ ویسی) چھوڑتے مگھر (جیندے متعلق مشہور اے جو جیڑھا اتھاں مرسی اوند اڈو جھا جنم گڈھاں دا ہوسی) وچ ویسا تے اتھاں جند ڈتی۔ کبیر سدھا سادا بندہ ہا، نہ دنیا دار تے نہ تیاگی اوں سناری زندگی اپنے کسب کنوں روٹی کمائی۔۔ کبیر بہوں وڈی عمر پاتی (بعض دے لحاظ نال تریانوے سال تے بعض دے لحاظ نال ہک سو بیس سال) پر سناری عمر نہ تاں او کہیں بادشاہ دو گیا تے نہ کہیں امیر دے درتیں۔ ہک سچے بندے دی مثالی زندگی گذاری۔ کبیر دی تعلیمات دا براہ راست رائیکی علاقے اچ تاں کوئی اثر نہ تھیا پر اوندے شاگردیں دادو دیال۔ تے دھندا سندھ اچ بہوں اثر ضیا۔ دھندا دے شبد اچ وی سندھ اچ گائے ویندن۔ کبیر دے چیلویں وچوں گرو ناک دا پنجاب اچ بہوں اثر تھیا تے ہک نوں مذہب وجود آیا پوادی پنجاب دے پورے صوبے اچ سکھیں دی اکثریت اے۔ اے وی حیرت دی گالھ اے جو پٹھلے پنجاب (سرائیکی علاقہ) اچ باقی تمام بھگتیں دا اتھوں دی شاعری، عام رسم و رواج، تے عقیدیں تے بہوں گہرا اثر اے، پر گرو ناک جی یا سکھ مذہب دا کوئی نشان کائے نی۔ نہ صرف سکھ مذہب دا بلکہ اُتلے پنجاب وچ اٹھن والیاں متشدد مسلمان تحریکاں دا کوئی اثر نہیں تھیا۔ ایندا مطلب اے ہے جو سرائیکی علاقہ تے صوفیاں تے بھگتاں دا اتنا اثر اے جو اتھاں کہیں متشدد انہ تحریک دیاں پاڑھاں لوکیں وچ نہیں لہہ سگیاں۔ ایندی ہک بی وجہ اے ہے جو پہلے تاں ایں علاقے کوں اتنا تاڑیا گئے جو کہیں کوں سرچاؤن دا موقع نہیں ملیا۔ پچھیں اتلا بے پرواہی ورتی گئی جو کہیں حکمران وی اتھوں دے لوکیں دی ترقی یا فلاح دا کوئی کم نہ کیتا۔ جیندے نتیجے وچ اتھوں دے لوک وی مسلمان حکمرانیں کوں اپنانا ہن سمجھیندے۔ تے اے گالھ عام بیزاری دی شکل اختیار

کر گئی۔ اتھوں لوکیں ناتاں کڈا ہیں اوکھے وقت حکمرانیں نال جڑت کیتی تے نہ حکمرانیں دنے خلاف
 اتھن والی کہیں تحریک اچ شامل تھئے۔ تھیندیں تھیندیں اے پاڑا اتا ودھیا جو اتلے تے پٹھلے پنجاب دی
 سوچ تے زبان وی وکھری تھیندی گئی۔ حتیٰ کہ انگریزوں دے وقت تک انہیں ڈوبا میں علاقے دے
 رستے بالکل مختلف سمت اچ ٹر پئے۔ خاص کر مغل حاکمیں نہ تاں اتھاں کوئی سرانہہ بنائی نہ کوئی نہر
 کڈھی تے نہ وٹ کوئی سڑک بنائی۔ پورے سرانیکے وسیب اچ ہک عمارت آجھیں کاسی چیز دھی مغلیں
 بنائی ہووے۔ ملتان دی صوبائی حیثیت مکن نال لوکیں دارہند اسہندا تعلق وی دلی نال ختم تھی گیا۔
 سکھیں دی حکومت تھیون نال پوادی پنجاب تے پچھادی پنجاب دا اتلا حصہ براہ راست سکھیں دے
 اثر اچ آ گیا تے پٹھلے پنجاب دے لوکیں نہ تاں ڈھڈوں سکھیں دی حکومت قبول کیتی نہ سکھ مذہب
 کوں منیا۔ جیندے نتیجے وچ پٹھلے پنجاب (سرانیکے علاقہ) اچ پورپ ودھ گینا تے تہہ زیادہ تھیندی
 گئی۔ ■

عمر: گذری یار گلیندے خود یار لدھم وچ گھر دے
 لوک ڈرن عذاب قبر توں اسان ڈٹھے عذاب قبر دے
 صحیح سنجاتم رمز ماہی دی، ماہی جان رلیا وچ بردے
 خیر سبھے غم غیر تھئے جان موئے وسواس اندر دے

جو اکھ عشق حکیم بنائے او کو جہا مول نہ ڈیکھے
 دید صفائی پائی تڈان جڈان ڈتے عشق اڑیکے
 جو دل رلی نال شریجان ناس سمجھن سارے پیکے
 ڈو گھراں داہک گھر جوڑن ہن خیر عشاقان لیکھے

پتلیاں پت کھڈار دی یارو بن پتلی پت نہ کھائی
 کھیڈا ایہالتمان اندر وچ کثرت تار پکھائی
 ترٹی تار نہ رہ گئی باقی پتلی گئی اجائی
 جات۔ خیر حکیم اندر اُس کامل گل ہلائی

ڈوں کارمنوں

الہے حوا جابیاں تریمتیں دے کتے روپ ہن؟ 'رادھا' 'سیتا' 'قرۃ العین طاہرہ' 'روپ متی' 'میرا ہائی' 'سسی' 'ماروی' سوٹو یاں کنوں علاوہ کاؤنٹ لیونالستانی دی 'اینا کیرنیتا' 'فلو پیردی' 'میڈم بواری' 'کالیداس دی ہنکلا چارلس شادی' 'سٹراٹجی' 'پیری نوی دی' 'کوٹچیا پریز' 'ایفر وڈاٹ' تے بیاں لکھاں پر میں پر اسپر میریے دی 'کارمن' اتے قرۃ العین حیدر دی 'کارمن' دا تذکرہ کریاں تلاوڑے خود کرا ہے.....

پہلی کارمن

پر اسپر میریے نے اپنے کلاسیکی ناول 'کارمن' دے پہلے باب اچ کارمن دا کوئی تذکرہ تاں

نہیں کیتا پر نت نال
دی آمد کیتے فضا بنیندا
جو کارمن نال گانڈھا
وادی الیزو تڈرودے
لیزارا پیٹگوا' دا ہے
تے سرزمین 'بیک' دا
عیسائی نسل دا ہے۔
وی سڈویندے۔

محمد "نسل مسعود ایڈووکیٹ سرائیکی ادب دے بحالے سیاسی میدان وچ ڈھیر مصروف وقت گذاریے پر انہیں دا مطالعہ تے ذوق جمال ہک ادیب تے دانشور دے طور تے انہیں دی شخصیت کول نشاں کریندے۔ انہیں دی اے پرکھ کہیں ادبی نظریے وچوں تان نہیں پر انہیں دے ذاتی تجربے وچوں جیندی جاگدی ہے۔ جیکر او سرائیکی ادبیات کول وی این نگاہ نال پرکھن تان سرائیکی زبان کول ہک بھون سوہنا ادبی نقاد لبھ پوسی۔ اے مضمون انہیں ۱۹۹۴ء وچ لکھیا ہئی۔

نہیں کیتا پر نت نال
دی آمد کیتے فضا بنیندا
جو کارمن نال گانڈھا
وادی الیزو تڈرودے
لیزارا پیٹگوا' دا ہے
تے سرزمین 'بیک' دا
عیسائی نسل دا ہے۔
وی سڈویندے۔

اوڈوں ساڈی کارمن پکھی واسن ہے۔ 'محمل جہانی'..... جیہڑی پیسی ہے۔ یورپ ویاں کئی زبانان بلیندی اے اتے بولیاں لہجیاں تے وی، رلن پھرن دی وجہ کنوں اوکوں پوری قدرت ہس پئی۔ 'مصری قانون' 'مصری معاملات' دے مرموزیاں نال 'کالی دے قوانین' داوی اظہار کریندی ہے جو اوندے وڈوڈیرے 'وڈی روہی' نال وی گنڈھے رہین۔ اتھ سنانسی رہین.....☆☆

ڈوجھے باب دے شروع اچ رول کھول لوکاں دے کھوڑ۔ وادی الکبیر (عربی انڈس دی یاد کرو)

قرطبہ اچ 'کارمن' آپنی سجان کر اون آلے ناول ونیس نال زوزے ان پندی ہے تے سگار منگ
 سوئے لاون شروع کر ڈیندی ہے۔ کالی پوشاک وچ بہوں بھاونی مورت (صورت) کارمن
 دل ہوئل اچ قلفیاں کھاون دی دعوت من تے نال لگی ویندی اے۔ اکھیں اوندیاں راوی دی سون
 گھڑی تے لکیاں ہوئیں... قلفیاں کھاندے، بٹاں لیندی کارمن پچھ گھندی ہے کہ گھڑی واقعی سونے
 دی ہے اتے فرانسسی راوی وی بگھ ہے..... ہوئل توں اپنے آپ نکانے تے گھن آ کر اپن راوی
 کوں دوڑ بنگالے ڈکھاون شروع کر ڈیندی اے اتے راوی بدھو بنیا بیٹھا ہوندے کہ راوی دا پہلے
 باب داستخانو ڈان جوزے آویندے..... اوراوی کویں کارمن دے لپٹ کھیڈ کنوں کڈھویندے.....
 پر ڈوجھے باب دے آخر اچ 'ڈان جوزے' کوں راوی کال کوٹھڑی اچ ملن ویندے تاں
 اوکوں پتہ ہوندے کہ راوی دی سون ہتھ گھڑی جھڑی کارمن ہتھوں آئی اے ڈان جوزے نے کھس گھدی
 ہن..... ایں ڈان جوزے 'کارمن' دا تعارف کرویندے۔

ڈان جوزے عام شہری باتے ویکیاں داماریا مینس دے کھڈاری کنوں ہک لڑائی دے بعد
 سگار بناون آلے کارخانے دا چوکیدار نج کھڑدے جتھ 'کارمن' وچ آندی اے کہ اونے ہک
 تربیت کوں چاقوں مارتے اوندے گھتے تے ضرب دا نشان بنایا ہوندے۔ جوزے نال پہلی دفعہ
 کارمن دی کھل کھلا اٹھیں تھیندی اے۔ چاقوں مارن دے ڈوہاچ کارمن کوں دھتی ویندے ہوندن
 کہ جوزے دی مابولی بول تے اوکوں لپٹ لاگھندی ہے اتے جوزے دی رلت نال ڈوں سپاہیاں
 کوں دھو کاڈے تے دھرک ویندی اے تے ایں جوزے اوریں جیل دی ہوا کھاندن.....
 اٹھیں قیدار نج دروان ہک ڈینہہ بھمن پکیا جوزے کوں ان ڈیندے تے آہدے تیکوں تیڈی
 مسات پٹھے.. بھمن سجاتھا اتے خشبودار... جوزے کپ تے کھاندے تاں اوندے اندروں کی ریتی
 تے ہک اشرفی نکدی اے... اے سمجھ ویندے کہ ضرور بھمن 'کارمن' تیا ہوسی.....

کارمن تاں پکھی واسن ہی اوں تاں ایں پاروں ریتی تے اشرفی متی کہ جوزے انہاں دے
 سہارے قید کنوں فرار تھیں پر یار اوریں سچے سپاہی۔ انہاں قید پوری گزاری۔ بیلوں چھٹیا تاں بھل
 بھلا گیا کہ ہن کتھ تا کرے تھیندن۔ او انہاں ڈینہاں ہک کرنیل دی ڈیڈھی تے چاکری کریندا ہا
 ... کیا ڈہدے ہک ڈینہہ کہ کرنیل صاحب دی جاتے ہک گاڈی آن رکدی اے تے وچوں نکدن،
 کارمن تے اوندیاں سنگتیاں۔ او کرنیل صاحب اتے انہاں دے مہماناں کوں نج ٹپ تے
 رجوان آیاں ہوئیاں ہوندن..... گاؤن نچن نال تاباں تے داہیا تیاں تاں گانڈھویاں ہوندن۔

جوزے اور میں نبردے راہندن پھر نہیں تنگدے..... کارمن..... جوزے کوں باریاں اچوں سنجان
 ضرور گھندی ہے بے پروا!!! نچ ٹپ اچ کوئی فرق نہیں آندا۔ ایڈوں آپ تڑپدے راہندن دل
 گھنے کھن دی محفل ختم تھندی اے تاں کارمن تے اوندیاں سینگیاں باہر آندن..... بول بچن ڈیندی
 دیندی اے کہ..... 'وطنی' کہیں کوں میویاں (dry fruits) دی گول ہوندی اے تاں او ہمیشاں ٹراننا
 اچ لیا اس پیٹیا س دی دکان تے ویندے

ٹیولی مارتے اوتاں گاڈی اچ بہہ روانہ تھی گئی کم کارمکاتے جوزے..... ڈسی دکان تے
 وچ پہنچدے..... اتھ کارمن موجود ہی..... میسے سٹھنے ہک بے کوں ڈیندن..... دکان آلے کوں
 آکھتے کہ اچ میں بیا کم نم کریندی جوزے نال ٹر پوندی اے..... اگوں آپ تاں بھرے ودے
 ہوندن۔ فرمیندن 'قید اچ تھفل گئے ہن... شکر یہ... ریتی تاں برچھی رکھاون داکم ڈتا با... اے گھنو
 آپنی اشرفی'... گنڈھوں کڈھتے ڈیندے... ٹھٹھ مارتے اکھیندی اے 'اے کیوں سنا نبھ
 رکھیو بے؟' چلو آؤ ہیکوں کھاووں پیوں.....
 اندازہ لاو۔ کرنیل صاحب دے گھر دا منظر ڈیکھتے جوزے کیوں کاوڑ نال بھریاودا ہوسی۔ ایڈوں
 پروا کوئی!!!

سمولی کباب، شراب گھینج گئی اشرفی دی۔ ☆ تے گھن گئی تاں پہلا کم اے کیٹس کہ نچن گاؤن لگ
 گئی..... نچ تے یار رچھاؤن شروع کر ڈلتس..... گاؤن گونیس۔ توں میڈا 'روم' میں میڈی 'رومی'.....
 گگی کنوں نپ تے آکھیس میں میڈا قرضہ لہینی پی آں..... بھجن ڈیون آلا..... ہمارا ڈینہہ کٹھے
 گزاریس، کھاندیں پیندیں، کوئی پگلمپ ہوسی جیہڑا اوں نہ کیتا..... شاماں پے گیاں سپاہیاں دی
 حاضری دے نغارے وچ گئے۔ جوزے آکھیا میں ڈیوٹی تے وینداں!!

اوفر تے الانی 'بارک ویندیں۔ حبشی غلام جو تھیوں۔ وچ وچ..... چوچے دی روح آلا.....
 الابھاسن جوزے رک ویندے ساری رات اتھائیں..... سویلے کارمن خود اکھیندی اے کہ ہن
 میں قرضہ لہا ڈتے (چھراون دا) حالانکہ کارمن دی کوشش تاں کیتی ہی پر جوزے۔ اڈراک پکھی نہ
 ہا ڈھکیا پٹھیا رہیا اپنی انا دا غلام بن تے..... پرول وی من پرچاتے کارمن احسان دا بدلہ لہایا.....
 کہیں طرح..... کارمن تے جوزے دے کردار اپنا اپنا فرق ظاہر کریندن۔

دل وی جوزے پکھن کنوں نہیں راہندا کہوت کڈاں سانگے جڑن..... جواب پتہ ہے کیا ہاں 'جداں
 تیکوں عقل آویسی کجھ کان..... 'بھورل'! سچ ہے کہ میکوں کجھ نہ کجھ پسند نہیں پر کتاتے نہر کٹھے نہیں رہ

سگدے..... 'مصری قانون من گھنیں تاں!!!' پر چھوڑ سب داہیا پتی اے، 'کن کھول تے سن گھن
ہن..... کارمن دا زیادہ خیال نہ رکھیں دل اچ'

اے آہدیں نقاب سٹیندی دروازہ کھول تے بزار اچ ونج نکھتی..... ول بک ڈینہ شہر باہروں
ٹھل دے بک ڈٹھے لائکھے تے جوزے پہرے دار ہوندے رات دا کیا ڈہدے کہ بک ترمیت
ہتھوں خالی تے ڈوں منس گنڈھڑ چاتے اقدے پن..... دل جنوا لیس کہ ہووے ناں ہووے ترمیت
تاں کارمن اے۔ تھیا ای اونویں..... جوزے ہکلا ڈتا..... ایڈوں نہ ٹپسو.....!!
'چپ چپ بوک نہ..... کارمن الانی

'وطنی چال کر' کھمدیں؟؟؟ 'کو'..... جوزے ولدی ڈتی اتھ کارمن تریہی کرویندی اے کہ 'تیں نہ
لگھن ڈتا تاں تینڈے افسر کون ہوں گھردی دعوت چاڈیاں!! ول کیا کر گھنسیں؟'
جوزے ڈھل پکڑ گیا..... لگھن ڈتس ویندیں کارمن دعوت ڈتی گئی کارے تے موجود ہی..... پیسے
ڈیون دی کوشش کیئس..... جوزے کون تاں کاوڑ چڑھی پر قابوں ریہا۔ اٹھی تے منہ دھیان شہراچ اوارا
تھی رلدار ہیہا۔ تھک ہارتے بک گز جے ونج وڑیا اتے بک اندھاری نکر اچ بہہ تے روون شروع کر ڈتس
..... آواز آیس 'اوہو یار سپاہیڑے دے ہنجوں!! میں ٹھری ونجاں!!' سر چاتے ڈہدے تاں کارمن ہی
حال کروطنی! واقعی بہوں سیریس ہئیں!! اچھا اٹھی جل اتھیں..... جوزے راضی تھی گیا..... کارمن
ہوں ٹھینے تے ملن دا وعدہ کیتا۔ اتھ ہجیا..... تاں..... غیب!! وڈا ہاں کھادس.....

بک ڈینہم ول اتھائیں ہوں ٹھینے تے تا نگ اچ بیٹھا ہا کہ کارمن اوریں بک نینگر نال ان وڑی.....
نینگر جوزے دی رجمنٹ دالفتین ہا۔ کارمن بیک زبان اچ پھٹ ونج جلدی کر دابول ڈتا۔ جوزے
بنورتج تے کھڑا رہیا۔ انت لفتین تے او آڈوبٹ تھی گئے..... لفتین تلواراں دے مقابلے اچ پھٹیر و
تھی مویا۔ آپ ای جوزے پھٹیل ہا۔ اتھوں جوزے بھجدے تاں ایں جانپدیس جیویں کوئی پچھوں
لگیا آندا ہووئیں..... ہا۔ کارمن ای ہی۔ روپ ویس وٹواتے سیول کنوں۔ پھٹویندی اس.....
اتھائیں..... جوزے کون آہدی اے کہ توں بہادر ہئیں کہیں اونڈی لگ لٹیرا بن ونج..... او بک تامی
لفتین آلے معاملے اچ ٹر کیا ودا ہوندے ایڈوں اے وی خیال آندیس کہ کارمن ہر ویلے نال ہوس
..... جو بنسی ڈٹھا ویسی..... کارمن ایں مسئلے (لفتین آلی لڑائی اچ ہمدردی اتے سنبھال اچ کسر نیج
چھڑیندی۔ نفسیاتی طور تے پورا انٹرسٹ گھندی ہس۔)

کارمن دی ہن تک دی تصویر روایتی جیسی آلی ہی پئی۔ اگوں تے پتہ چلدے اتھاؤں تریجھے جے

کنوں اکوں کہ او دھا ڈیل ٹولے وچ وی شامل ہے۔

یعنی ہک پاسوں کھڈکار، خوش باش تربیت یا چھوٹی موٹی وارداتن۔ کیا بلا ہوندی اے؟ شیطانن نے

پوری طرح مہو کر گھدا ہن تک دے کھڈکار لو فرڈان جوزے کوں.....

کارمن دی صلاح تے سہارے نال ڈکیر زنان دے سردار ڈے لٹ پھر کرن آلے ٹولے نال ونج

رلدے ڈان جوزے کوں اتھائیں گالھیں گالھیں اچ پتہ لگدیں کہ کارمن دا روم تاں کانا گارسیا

ہے۔ جوزے دے تاں بتال بھنوتج ویندن.....

ہک جاتے پرا سپر میریے نظارہ ڈکھیندے کہ ہک پاسوں کانے گارسیے نال کارمن مٹھیاں گالھیں

کریندی اے اتے او منہ دلاوے تاں جوزے کوں رجھاون سانگے گارسیے دے پچھوں چیرا گھاں

کڈھیندی بیٹھی ہوندی ہے۔ روم تاں گارسیا ہوندیں پیا پر اوہا چسیاں پکھی وایاں آلی آزادی

کنوں اونیں نکھڑدی اتے کمال دی گالھ کریندے سردار ڈکیر جیہڑے اپنے چاقواں دی لڑائی اچ

جوزے کانے گارسیا کوں مار گھتیندے تاں او جوزے کوں آہدے 'اجائی مار گھتتی.. کارمن کوں سوگھا

کرن سانگے!!! توں چاہویں ہا تاں ہک ادھیلے پچھوں گارسیا کارمن کوں سیڈے کول ونج ڈیوے ہا

عجیب گال ہے جوزے پوری طرح بتلا تھیند اویندے اتے ڈھوتی (رقیب) نہیں سہہ سکدا۔ ایڈوں

ایں ہوندے کہ No Problem !!.....

حد مکائی اے ناول لکھن آلے کردار لکھدے ہوئیں..... ڈان جوزے کارمن کوں ڈسا ڈیندے کہ

توں بیوہ تھی گئیں۔ تاں اوندار عمل معمولی ہوندے صرف اتنا آہدی اے کہ 'اوندا وقت آونا ہا آگے'

'بیڈاوی آویسی'

لٹ پھر دے کماں اچ کارمن وڈی چیر و سہے۔ جوزے نال خوش وی ہے پر جوزے ایں چاہندے کہ

'چشم و ابرو دے اشاریاں نال ٹوراں۔ پر کارمن کتھاں!!!

گالھیں گالھیں اچ ڈسا ڈیندی اس کہ 'جوزے آ! روم توں ٹھیک میڈا منس پر زیادہ تنگ کیتو تاں

کوئی ایہو جیہاں گول گھنساں جیہڑا میڈے نال وی اوہو سلوک کریسی جیہڑا تیں گارسیے نال کیتا ہا.....'

جیہاں ڈیہاں جوزے غرناطہ اچ لگیا ہو یا ہوندے انہا کیں ڈیہاں کارمن ڈاندویڑھ (Bullfighting)

ڈیکھتے ولدی اے تاں ہک وڑھانڈی لوقا دا وڈے پیار نال ذکر کریندی اے۔ ڈان جوزے تاں

ہمیشاں داشکی مزاج اتے کارمن کوں وی سمجھیندے اخیر ہک ڈیہہ ڈاندویڑھ اچ ڈوہیں کوں ہک بنے

نال ریس مس کریند او نچ ڈیہدے۔ اتھوں او کارمن کوں مار مکاؤن دی نیت گھندے۔

لوتے دے تماشے اتے اوندے نال کارمن دی گھچا پیچی کنوں ڈان جوزے کڈھ آندے اتے اوندا دل ہوندے کہ کارمن اے دھندے چھوڑتے امریکہ لگی جلے تاں جوڈو ہیں ٹھگی پچالی داکم چھوڑ نویں زندگی شروع کر سکن۔ پر کارمن اے گال نہیں منیدی۔ جتی کتی جوزے منتاں کریندے، واسطے الہیاں کریندس پر اوہوں حال اچ مست راہون چاہندی اے۔

انت چاقوں مار مارتے جوزا..... کارمن کون مار گھتیندے۔ آخری ڈائیلاگاں اچ کارمن آبدی اے کہ جوزے اوندا روم ضرور ہے۔ جوزے کون اوندے نال محبت ہے۔ پر اوندے کیتے اے معمولی مسند ہے اتے او ونجاریاں آنگوں ازاد راہون پسند کریسی..... کہیں دی پابندی کنوں موت چنگی..... ٹکدی اے ہے کہ پر اسپر میریے نے کہیں مہذب رسم تے قید کنوں ازاد پر..... آپنے نوٹے دے 'مصری قانوناں' دی پابند کارمن دانقشہ ایس او کیرے کہ اکھیں دے سامنے اوندا سارا کردار بلیندا، نچدا، ٹپدا، رچھیندا، ٹیندا، ٹردا، مڑیندا، مریندا نظر دے۔

ڈوجھی کارمن

قرۃ العین حیدر دی کارمن اوندے افسانے دی بنیادی کردار جینکوں عینی نے آپنے مشاہدے نال پیش کیتے۔ پہلے منظر اچ ہک پرانی گلی اچ ٹیکسی ونج رکدی اے ایندی اے منزل 'YWCA' دی ہک بوکھر عمارت ہے ول ادھ رات دا وگڑا ہک دفعہ تاں دہل ویندی اے کہ کتھائیں امگلاں، بردہ فردشیں یا افیمیاں دا اڈانہ ہووے۔ جتھ اونکوں ٹیکسی آلا لہاتے ویندا واٹ تھیندے..... دروازہ کھڑکائیں تاں ہک چھوہر باری کول آئی۔

سلام دعا بعد پتہ چلدے کہ ناں تار ملے اتے ناں کوئی بگنگ ہے اوندے ناں دی۔ بی گال اے وی ہے کہ کمرہ وی کوئی خالی کوئی۔

اتھائیں کارمن دی انٹری تھیندی اے.....

نتاں بی چھوہر تاں ڈرکا چکی ہئی کہ عام مسافراں کون اتھ نہیں ٹکن ڈیندے.....

کارمن (جینداناں ذرا بعد اچ نشا بر تھیندے) اے اکھئے عینی سوٹ کیس چاویڑھے اچ ترپ ویندی اے 'رات دی رات راہونے کل میں ڈوں چار جانن آلیاں کون فون کر ڈیاں اوں سنوایا.....

پوڑیاں چڑھتے اتے سجدن تاں بر آندے دی نکراچ لکڑ دیاں پارٹیشناں دا ہک کمرہ ہوندے.....
'میں اتھائیں راہندی آں توں وی سم پو'

چھبر دانی آلے پٹنگ تے مہمان اتے تلے فرش تے گھریا۔ پٹنگ تے نوں چادر وی وچھا ڈیندی اے
آپ چادر کبل چاتے بدرنگ بٹھے کھتے قالین تے بسیرا کریندی اے۔

اٹھائیں آپت اچ تعارف وی کروائے ویندن..... کارمن دفتری ملازم اے اتے شام کوں یونیورسٹی
اچ ریسرچ کریندی اے۔ مضمون کیسیا ہساتے وائی ڈبلیوسی اے دی سوشل سکریٹری وی.....
رات سمن کنوں پہلے گوڈیاں بھر بہہ تے دعا منگپیس اتے فرش تے وگھرتے سُم پئی۔ سویرے غسل خانہ
ڈکھاتے خود عینی دانا شتہ تیار کر رکھیندی اے۔ عینی غسل خانے کنوں ولدی اے تاں چھوٹی جہی میز تے
کئی چھوہریں بیاں وی کٹھیاں ہوندن۔ چاء پی تے عینی آہدی اے کہ 'میں ذرا اپنے جان سنجان
آلیاں کوں ٹیلی فون کر گھناں۔'

کارمن مچکدی اے تے آہدی اے 'ہا ہاتوں اپنے وڈے وڈے مشہور تے اہم لوکاں کوں فون کرتے
لگی وئج ٹیڈی پرواہ کون کریندے۔'

کینویں..... روزا Rosa؟..... اسماں ایندی پرواہ کریندے؟؟
'کوتناں' کورس تھیندے

کارمن دفتر چلی ویندی اے تاں عینی ٹیلی فون کریندی اے.....
مسز کوٹیلو آتے کارمن دا کمرہ ڈہدی اے تاں حریان تھی عینی داسوٹ کیس چا گھندی اے.....
'سمان راہون ڈیو..... شامی ڈٹھا ویسی.....' کھش تھی تے عینی الانی

رات کوں عینی ولدی اے تاں کارمن اوہیں پھانک اچ وڑیاں اوندنا انتظار کریندیاں کھڑیاں
ہن..... میڈے کیسے کمرے دا انتظام تھی گئے۔ عینی خوش تھی گئی کہ اوندی وجہ کنوں کارمن کوں تلے نہ
سمنا پوسی.....

اتوار دے ہک سویر کارمن دفتر وئج دی تیاری کریندی پئی ہئی۔ عینی کئی شے کڈھن کیسے الماری
کھولس تاں دڑگ نال اتوں ہک (woolen toy rabbit) اونی سیہڑ تلے ان پیا۔ عینی اونکوں ولدا اتے
رکھن لگی تاں الماری دے اتلے تختے اتے بے کھڈا ونے..... نظر یونس۔

'اے میڈے بال دے کھڈا ونے ہن' کارمن سنگھار میزا گوں وال بنیندی ٹھڈیر نال جواب ڈتا۔
'میڈے بال دے!' عینی ہکی کئی تھی تے ڈکھ بھریاں نگاہاں اوں دوستیاں..... کارمن ان پرانی ماہی
..... شیت.....

شیشے اچ عینی دار عمل ڈکھ تے اوولی۔ منہ رتا تھی گئیں..... 'توں غلط سمجھیں'..... ٹہکے مارتے کھلن

لگ گئی۔

الماڑی دی تلویں درازاچوں ہک نیلے رنگ دی چمکیلی کتاب 'بے پی ہک' کڈھئیں 'ڈیکھ اے میڈے بال دی سالکنڈھ دی کتاب اے۔ ہک سال دا تھیسے تاں اے کرئیں۔ جڈاں ڈوسال دا تھی ویسی تاں اے اکھیں۔ اتھاں اوندیاں تصویراں چھبڑیاں.....

او اطمینان نال پاتھی مارتے پلنگ تے بہہ تھی..... اوں کتاب اچوں سوہنے امریکی بالاں دیاں رنگیل تصویراں دیاں کا تراں کڈھ تے بسترے تے وچھاڈتیاں۔ 'ڈیکھ میڈی نک کتنی پھینی ہے۔' (Nike) نک تاں میڈاوی اتلا پڑ ہے۔ اسان ڈوہیں دے بالاں دی (Nose) نک دا کیا حشر تھیسے۔ سوچ؟' میں اوندے جمنے کنوں مہینے پہلے اے تصویراں ڈیکھساں تاں جو اوں شودے دے نک تے کوئی اثر نہ پو دے۔

'توں چنگی بھلی کمینی ہیں۔ اتے اے نک کون بزرگ ہن؟' عینی پچھدی اے۔

اوند رنگ پھکا پئے گیا..... حالی اوندا ذکر نہ کر اوندے ناں تے اینویں جا پدے جیویں ہاں نکلے تے تھیندے۔

پر اوندے بعد وی کارمن ہر ویلے نک دا ذکر چھی راہندی اے۔ 'میں ایڈی کوچھی ہاں پر نک آہدے:..... کارمن!.....

کارمن میکوں تیڈی دل نال، تیڈے دماغ نال، تیڈی روح نال عشق ہے۔ نک دنیا ڈٹھی کھڑے۔ ایڈیاں سوہنیاں چھوہریں نال اوندی رام ست رہی ہے۔ پر اونکوں میڈے کوچھپ دا ذری وی احساس کو نہی.....

گر جے توں ولدیں..... کھاڑی دی بھارتے سڑک تے ٹردیں..... وائی ڈبلیو دے مونجھارے ہاں اچ کپڑے استری کریندیں۔ کارمن نے اپنی تے نک دی ساری گذری وہانی سنا چھوڑی..... نک ڈاکٹر ہاتے ہارٹ سرجری دی اعلیٰ ٹریننگ کیتے باہر گیا ہویا ہاتے اوندے اُتے فداہا۔

ہک رات سمہن کنوں پہلے عینی مچھر دانی ٹھیک کریندی پئی ہوندی اے تے کارمن فرش تے در پھڑ مارتے بیٹھی ہوندی اے.....

'نک' اوں آکھن شرع کیتا۔

'اچ کل ہے کھاں؟' عینی پچھدی اس.....
'پتہ نہیں'

توں اونکوں خط لکھدی ہیں؟

کو

کیوں؟ یعنی جیریاں تھی تے پھدی اے

توں خدا تے یقین رکھیندیں؟ اوں پچھیا۔

اے تاں بہوں لمبا چوڑا مسئلہ اے، یعنی آس بھیدیں جواب ڈتا۔ پراے ڈس توں اونکوں خط کیوں
نوی لکھری؟

پہلے میڈے سوال دا جواب ڈے۔ تیکوں خدا دا یقین اے؟

با، میں بحث مکائی.....

اچھا تاں توں خدا کوں خط لکھدی ہیں؟

عمارت دیاں بتیاں دسم گیاں ہن۔ رات دی ہو او پڑھے وچ وناں دے شکاٹ کرویندی ودی ہئی
..... کوٹھے دی دروازے دا پردہ پھڑ پھڑ لائی کھڑا ہا۔ یعنی اٹھی تے اونکوں ہک پاسے سرکا کھڑا ایا.....
'وڈا سو ہنا پردہ ہے! پلنگ ڈو ولدیں یعنی آکھیا۔ کارمن فرش تے اکھیں نوٹ تے سستی پئی ہئی۔ یعنی دی
گالھ تے اٹھی باہندی اے تے ہولے ہولے آکھن شروع کر ڈیندی اے' میں تے تک پہاڑی
علاقے اچ کئی سومیل دی ڈرائیو تے گئے ہا سے..... سندی پئیں؟' ہا ہا سنا

رستے اچ تک آکھیا جُل ڈون ریموں کوں مددے جلوں..... ڈون ریموں تک دے با بے دے یار
تے کا بینہ اچ وزیر ہن۔ انہاں ہنا کیں ڈیہاں ضلع دے پہاڑی مقام تے نویں کوٹھی بنوائی ہئی۔
..... اسماں انہاں دی کوٹھی کول بجیو سے تاں سامھنے کنوں چٹے فرائک پاتی بہوں ساریاں نکلیاں
بالٹیاں ہک سکول توں نکلیاں آنڈیاں نظریاں۔ میکوں او منظر خواب وانگوں یاد اے.....

'ول اسماں اندر گیو سے تے بیگم ریموں دے انتظار اچ انہاں دے شاندار ڈرائنگ روم اچ
بھوسے۔ کیبنٹ منسٹر صاحب گھر خیر ہن۔ ڈرائنگ روم تے اسٹڈی روم دے کول جھڑی کندھ ہئی،
اوندے اچ شیشے دے ہک چورس ڈبے وانگوں باری اچ ہک وڈی پلاسٹک دی گڈی سجھی کھڑی ہئی
جھڑی جو کمرے دی نفیس آرائش دے مقابلے اچ بہوں بے جوڑ معلوم تھیندی ہئی۔ اسماں ڈو ہیں
ایں بد مذاقی تے مچکدے رہیو سے۔ ول بیگم ریموں تشریف گھن آئی۔ ٹھڈی چاہ پلوینے تے سارا گھڑ
ڈکھلیو نے۔ انہاں دے غسل خانے دے ٹائل کالے رنگ دے ہن۔ مہمان کمرے دے نفیس تختہ
پوشاں تے رتے پھلدار Tepestary دے جھالراں آلیاں چھوواں چڑھیاں ہوئیاں ہن۔ اناں

پلنگاں کوں ڈیکھتے تک نے ہولے ہولے میکوں آکھیا با بد مذاقی دی انتہائے اتے میں دل اچ
 آکھیا کہ..... کوئی بد مذاقی کوئی نی، میں تاں اپنے گھر کیسے وی اتکھے پلنگ گھنساں اتے اتکھے چھوواں
 بنویساں۔ اوندے بعد جڈن وی میں گھر دے ساز و سامان آلی دوکان توں لنگھدی تاں ایں کپڑے کوں
 ڈیکھتے رک ویندی ہم۔ ول میں تنخواہ کھنجا کھنجاتے ایں قیمتی ریشمی کپڑے دا پردہ مل گھن گھدا۔
 'جڈاں میں ہک خاص چینی ریستوران کنوں گزردی ہاں، اوہوں الال نال آبدی رہی
 'اتے شیشے دے چھوٹے چھوٹے دروازے دے نال رکھی میز تے اوندے اتے رکھے ساوے ایسپ
 کوں ڈھدی آں تاں میڈا ہاں بڈ ویندے۔ اتھائیں تک تے میں ہک شام کٹھے روٹی کھادی باسے
 یعنی کوں نندر آندی ویندی ہوندی اے تے تک دے وظیفے کنوں اودری پئی ہوندی اے۔ اتھائیں
 پکھدی اے

'ہک گال ڈس..... تیکوں اتکھا شدید عشق اے تک نال تاں ول توں اوندے نال پرہنج کیوں نہ
 پیوں؟ ہن تک حج کیوں ودی مریندیں.....؟'
 اوند ا جواب سنو۔

'میکوں ڈاہ سالوں تیں ہک پرے پرار جزیرے اچ اپنے اے نال راہوناں پیا' (ڈسکدی اے)
 'پہلے اسوں لوک وی ہیں شہراچ راہندے ہاسے۔ جنگ دے زمانے بمباری نال ساڈا چھوٹا جیہاں
 مکان سڑسوا تھیا۔ اماں اوریں تے ڈوہیں بھرا مارے گئے۔ صرف میں تے میڈے بابے اوریں
 بچیوے۔ اے اوریں ہک سکول اچ سائنس پڑھیندے ہن۔ انہاں کوں ٹی بی تھی گئی۔ میں انہاں کوں
 سینی ٹوریم اچ داخل کرایا جہڑا بہوں پرے ہک جزیرے اچ ہا۔ سینی ٹوریم وڈا مہانگا ہا۔ ایں پاروں
 میں کالج چھوڑتے اوں جاہ تے دفتری ملازمت کرگدھی۔ آسوں پاسوں زمینداراں دے گھمراں
 اچ نیوشتاں پڑھیندی رہیم پرول بابے اوریں دا علاج بیا زیادہ مہانگا تھیندا گیا۔ ول اپنی وتی ونج
 تے اناس دی بغوچی گرو رکھیم۔ ول وی بابا چنگانہ تھیا..... میں ہک کنوں بنے جزیرے بیڑی تے
 ونج زمینداراں دے محلاں اچ انہاں دے گنڈھ بالال کوں پڑھیندے پڑھیندے ہندی رہی.....
 بابے کوں ول وی خیر نہ آئی..... ہناں ڈیہاں میں دارالخلافتے ولدی ہم تاں او میکوں ملدا ہوند ابا۔
 ترے سال گذرن او نے شادی دا زوروی بھریا ہا.....

پر بابے اوریں دی طبیعت ایڈی خراب ہئی کہ میں انہاں کوں مردا چھوڑتے اتھ نہ آسکدی ہم۔
 ہناں ڈیہاں تک کوں باہر ونجناں پے گیا۔ امریکہ ہارٹ سرجری دا اسپتال کورن کرن سانگے۔ بابا مر

گیا تاں میں اتھ آگیم۔ اتھ ملازمت کریندی پی آں۔ اگلے سال یونیورسٹی اچ مقالہ وی داخل کریاں۔ میں چاہندی آں کہ بابے دا بچھ وی چھڑوا گھناں۔ تک میڈی مدد کرن چاہندا ہا۔ پر میں شادی کنوں پہلے ہک ادھیلا نہ گھناں۔ اوندے خاندان والے وڈے بدماغ تے اکڑیل لوک ان۔ ہک نینگر کیتے اوندی عزت نفس وڈی شے ہوندی اے۔ خوداری تے خود اعتمادی۔ اگر میکیوں احساس تھی ونجے کہ تک میکیوں..... معمولی سمجھدے..... یا میکیوں..... سم گیوں..... اچھا گڈناٹ بنے ڈیہہ کارمن تاں جلدی جلدی نران مکاتے دفتر چلی گئی..... یعنی کیتے ہک شاندار موٹر کیڈیلک آئی تے اوڈون گارسیا پریڈ ہاؤس دے پہاڑی چوٹی تے بنے شاندار محل نما گھر چلی گئی..... کئی جہی پیاری بالڑی ڈنھس بیت دی ٹوکری اچ غوں غاں کریندی پی ہی۔ اتھائیں۔ گھردی سین اپنی امریکن نو نہ نال یعنی دا تعارف کرویندی اے۔

شام ایلے اوند اپتروی آگیا..... تعارف تھیا کہ اوڈان ہموزے ہا..... یعنی ہموزے نال ہوٹل ولدی اے تاں او سمجھدے کہ شہر دے بہوں وڈے ہوٹل اچ نکئی پئی ہوسی..... ہک وڈے ہوٹل دے سامنے کارونج وی رکیندے..... اتھائیں پتہ لگدس کہ یعنی دا ٹکانہ تاں وائی ڈبلیو ہے..... اتھ بچدن تاں گلی اچوں چینی لوکاں دی بھیڑ پاروں باہروں خدا حافظ آکھ تے ہموزے دل ویندے..... یعنی دا فلپائن دا ٹورک ویندے..... کارمن کنوں مکلاون ویلے یعنی ہک بناری ساڑھی دا تحفہ لکاتے. اوندے سر ہانے تلے رکھ آندی اے..... اتھائیں مکالمہ تھیندے کہ 'میڈی شادی دا کارڈ ملی تاں ضرور آویں یعنی'

حالانکہ ڈوہیں کون پتہ ہوندے کہ کون ایڈے روہاں دے پینڈے کٹ تے ہک بنے کون ملن آندے..... پر رکھنی رکھیندی اے۔ یعنی دے زور لاون دے باوجود کارمن ہوٹل اچ راہون دا بل وی نہیں گھندی.....

ٹیکسی کارمن منگوائی ہوندی اے۔ اتر پورٹ بجدی اے تاں یعنی دے واقف کاراں اچوں ڈون گارسیا صاحب تے اوندے صاحبزادے ہموزے میاں اتر پورٹ موجود ہوندن..... جہاز تیار ہوندے۔ ڈون گارسیا اپنے پتر کون آہدے 'تک میں سگار گھدی آواں ہا بابا جواب ملدس..... اتھائیں یعنی پکھدی اے کہ 'ہموزے تیڈا بیاناں کیا ہے؟'

تاں او جواب ڈیندے کہ 'میڈا پیار کنوں نال بابے اوریں تک رکھیا ہوئے'..... یعنی دا ہاں دراہ تھیندے..... 'کیا کریندیں'

میں ہارٹ اسپیشلسٹ ہاں امریکہ کنوں کورس کراآئیاں
 جہاز دی کھڑکی کنوں باہر نک تے ڈون ہتھ ہلیندے کھڑے ہوندن اتے عینی دے دل اچ درائے
 تھیندن گہ اُتھ ہک پرانے میل زدہ ہوٹل اچ ہک پیارے تے سوہنے اخلاق آلی معصوم کارمن اپنے
 خدا تے پکا یقین رکھیندی آس لائی راس کہ ہک ڈینہہ اوندا دیوتا اوکوں ضرور یاد کریسی ، ان
 لبھسی

تن کوٹ تے منہ دروازہ کن اکھیاں عاشقان راہ ہے
 دل تخت سلطان قدیمی اتے زبان رسول پناہ ہے
 پاپنچہ شیر اسد اللہ ے شک بنی جہان بناہ ہے
 خیر ڈٹھایقین اللہ خود خیر یقین خدا ہے

سپاں چال سمندران دے وچ ہے گھر قدیم ڈران دا
 طلب موتی دی موت وچالے کوئی بن غواص نہ لہندا
 بیت طریق غواصان دی ہے نکھڑن جان جہاں دا
 خیر غواصے عشق پیاسے تھیا وصل کمال تنہاں دا

کافر تھیوے کفر سنجانیے تڈاں شوق جنجون گل پانویں
 سُدھ بُدھ دین وساریں گُلی جڈاں رام دوارے جاویں
 کفر ملام تے بار بریرے چُم سرے پر چاویں
 حاصل خیر سنجانیں تڈاں جڈاں گنگا مکہ رل دھانویں

کیا ہو یا پھل اکاں چائے تیں امب نہ تھیندے پل کے
 ڈسن دے وچ برو برابر گالھے گئے ہیس گل کے
 شیریں امب رس پاون عاشق نال مالی دے رل کے
 صادق خیر بہشت سنجاتا تیں کاذب دوزخ جل کے

حسن رضا گردیزی داگر گیان 'سجیاں ساہیں' دے حوالے نال

'سجیاں ساہیں' حسن رضا گردیزی دی ہک نمائندہ نظم ہے جیندے وچ اساں انہیں دے جمعی کر گیان (فن و فکر) دا اجمالی جائزہ گھن سکدے ہن۔

حسن رضا گردیزی نظم راہیں اپنے جذبات و احساسات تے فکر کوں بیان کرن سانگے مختلف سائل ورتیدن۔ سائل دے لحاظ نال انہیں دیاں نظماں کوں اساں ترانے حصیاں وچ ونڈ سکدے ہن۔

(۱) خطابیہ (۲) بیانیہ (کہانی) (۳) تمثیلی (ڈرامہ)

خطابیہ نظمیں وچ او لوکیں کوں یا کہیں ہک کوں مخاطب کرتے اپنے جذبات و احساسات دا اظہار کریندے۔ بیانیہ طریقے وچ او کہیں کوں مخاطب کیتے باجھ ای اپنے جذبات و احساسات دا اظہار کریندے۔ اس طریقے وچ او منظوم کہانی وی پیش کر ڈیندے۔ تریجھا طریقہ تمثیلی ہے ہک مکمل ڈرامہ جیندے وچ او کردارین دے ذریعے گالھ کریندے مثلاً نوکر دا بچہ، میاں مٹھو، سجیاں ساہیں وغیرہ۔

ایہہ آزاد نظم دراصل ہک چھوٹا جیہاں منظوم ڈرامہ ہے جیرہا رات ویلے تھل دے پدھر (سٹیج) تے رچایا ویندے۔ ڈرامے دے ترانے مڈھلے عناصر ہوندن۔

۱۔ اسٹیج (پدھر) (۲) کردار (۳) مکالے (۴) کردار (حرکت)

سجیاں ساہیں وچ ساکوں ایہ تمام شینیاں نظر دیاں ہن۔ بلکہ اس ڈرامے وچ تاں ایہہ چس وی ہے جو ایندے سامنے تماش بین (viewers) (کھجیاں دا ہک جوڑا) وی کھڑن جیرہے اس ڈرامے کوں ڈیدھے پئے ہن تے ڈرامے دے موڈ دے لحاظ نال ردعمل وی پیش کریندے پئے ہن۔

اس ڈرامے وچ پہلے سٹیج بنایا ویندے سٹیج دی منظر نگاری ڈیکھو

'تھل دے ہاں وچ لکیاں جھوکاں

بلدے ریت تے ٹبیاں پچھوں

بھڑدیاں کندھاں، اجرے کھولے

چھپر کا ٹھہکاڑے متوں

وچ ہک اندھے کھوہ دا ٹوہ

وقت تے ریت بھرے نت جیکوں؛

ایہہ ہک مکمل سٹیج ہے جیڑھا تھل وچ لایا گیا، جیندے وچ ٹپیاں پچھوں کجھ اجڑیاں جھوکاں ہن۔
جیندیاں کندھاں تے کھولے بھردے ویندن تے اوہن نرا چھپر کا ٹھہکاڑا نظر دن اتھاں آبادی دے
ویلے ہک واہندا کھوہ ہئی جیڑھا ہن اندھا تھی گئے۔ ویلا تے ریت اوکوں بھریندے پئے ہن۔

اسی منظوم ڈرامے وچ ہک ہی چس وی ہے جو ایندے وچ کھجیاں دا ہک جوڑا ہے جیڑھا
viewers ہن۔ ایہہ ڈیہہ کون حیران تے پریشان تھی کراہیں ایں سنج برکوں ڈیدھے۔

’سامنے کھجیاں دا ہک جوڑا

ٹرٹر ڈیکھے ایں سنج برکوں‘

انہاں کھجیاں کڈاہیں جھوک تے سالیہیں کون آباد ڈٹھا ہئی ہن اوندے اجاڑ تھیون تے
پریشان تھی ٹرٹر انہیں کون ڈیدھیاں پیاں ہن۔ حسن انہیں کھجیاں دی تجسیم (Personification)
کیتی ہے۔ ایہہ کھجیاں بندیاں طرحاں ڈیدھیاں ہن تے اوویں ای جذبات و احساسات دا اظہار
کریندیاں پیاں ہن۔ حسن دی شاعری وچ تھل تے بیٹ وڈی اہمیت رکھیندن۔ او اتھوں دے
Objects کون تشبیہات، علامتاں اتے استعاریں نال ورتیندے ہوئے Subjective گالیہیں
کریندن اتے اتھوں دے subjects کون پدھرا کرن سانگے۔ تھل تے بیٹ دے objects کون
وڈے سوہنپ نال پیش کریندن۔ بہوں ساری جائیں تے ایہہ objects انساٹیں دے روپ دھار
تے نشا برتھیندن جیویں ایں نظم وچ کھجیاں جیڑھیاں انساٹیں طرحاں اوں اجاڑ کون ٹرٹر ڈیدھیاں
پیاں ہن اتے رات دیاں رونقاں تے جھوٹے کھاندیاں پیاں ہن۔ الیاس عشقی انہیں کھجیاں دی
منظر نگاری دے حوالے نال لکھدن:

’تھل کے سنسان ریگستان میں کجور کے یہ دو پیڑ دو خاموش انسانوں کی طرح ابھرتے ہیں اور دو محبت
کرنے والی روحوں کی علامت بن کر پڑھنے والوں کے دل و دماغ پر چھا جاتے ہیں۔ یہ بے مثال
منظر نگاری ایک اور نظم ’کچا بیٹ‘ میں بھی نظر آتی ہے یہاں بھی سادہ اور پُر اثر انداز شاعرانہ ہے۔
شاعری کے ذریعے مصوری اور مصوری کے ذریعے شاعری کی گئی ہے۔‘

حسن دی شاعری وچ کھجیاں وسوں دی علامت بن تے ظاہر تھیدیاں ہن اتے کوئی نہ کوئی

گالھ بھادون چاہندیاں ہن انہیں دی کئی ہک نظمیں وچ کھجیاں موجود ہن۔ حسن بک پوری نظم تھل
 دیاں کھجیاں بدھی ہے۔ جیندے وچ انہاں کھجیاں کوں حوراں تے بادشہزادیاں آکھے۔ جہاں وچ
 انسانیں طرحاں جذبات و احساسات پاتے دیندن۔

’بادشہزادیاں رجیاں کھجیاں

(تھل دیاں کھجیاں)

تھل دیاں کھجیاں

ایہہ رجیاں بچیاں بادشہزادیاں انسانیں طرحاں ردعمل پیش کریندیاں ہن۔ ایہہ شہیں تے حالات و
 واقعات دی اونویں ای چس چیندیاں ہن جیوں جو انسان۔ ہن تھل دے پدھرتے نانک شروع
 تھیندے تے ایہہ viewers اپنا ردعمل پیش کریندن نانک وچ اکیٹنگ تے موسیقی دی چس
 چیندن۔

’اسماناں توں پوڑھیاں لا کے

کئی ان جانو بندے لہندن

گھنگھرتے پازیاں وجدن

اے ڈو کھجیاں جھوٹے کھاندن

ایویں ای کھجیاں ڈکھاں کوں محسوس کریندیاں ہن۔ تھل دیاں کھجیاں وچ ڈیکھو۔

تھل وچ ٹھڈیاں ہیلاں گھلدن

ڈکھتے درد دے دفتر کھلدن

کھجیاں ہک بے کوں گل لیندن

چکھلیاں گالھیں یاد کریندن

(تھل دیاں کھجیاں)

حسن دی شاعری وچ کھجیاں، وسوں، امید، محبت، انتظار تے وصال دیاں مضبوط علامتاں
 بندیاں ہن۔ ’سجیاں ساہیں‘ وچ ایہہ جتھاں وسوں دیاں علامتاں بندیاں ہن اتھاں اپنے وسیب دی
 بربادی تے سنج برتے خاموش احتجاج وی کریندیاں ہن۔ جیویں جو ساکوں ایں نظم وچ نظر دا ہے۔

حسن دی شاعری دا جا ویلا بہوں سوہنا ہے ایہہ تھل تے بیٹ دا پدھر (Landscape) تے
 رات دا ویلا (Time) ورتیندن انہاں دی شاعری وچ تھل تے بیٹ انہاں دی اپنی دھرتی ہے اتے
 کتھائیں کتھائیں اے شاعر دے اندر کوں وی Interpret کریندی ہے دھا بے دھوڑے وچ تھل
 ہک اتجھا پدھر ہے جتھاں انہاں دیاں بہوں ساریاں نظماں، کہانیاں، تے ڈرامیاں دی شکل وچ

اتھوں دے احساسات، جذبات، خوشیاں، ڈکھ، شکھ، بکھ تر یہہ، اسائشاں، تکلیفاں تے محرومیاں
کوں علامتی تے استعاراتی طور تے نشا بر کریندے۔ حسن آپی کتاب وچ ڈھیر ساری نظمیں وچ تھل دا
لینڈ سکیپ ور تھے۔

’سنجیاں سا لہیں‘ وچ تھل دا ہک پورا منظر نامہ کھڑے۔ ایہہ ڈرامہ تھل وچ رچایا ویندے۔
ایویں ای ساگی ڈرامہ بیٹ دے landscape تے رچایا ویندے۔ ایہہ نظم ’کچا بیٹ‘ ہے ایندے وچ
ساگی ماحول تے ساگی منظر نگاری کیتی گئی ہے۔ اتھاں وی ساکوں ڈیہہ ترات دا contrast نظر دے
حسن دے ایں ڈرامے وچ جیڑھے کردار کم کریندے ہن او بہوں متحرک ہن۔ رات دے ماحول وچ
ایہہ سارے نچدے ٹپدے، جھمیریں پیندے، خوشیاں منیندے تے وجد اچ آندے پن۔ ایہہ کردار
ان جانو بندے پیلا چن تے بڈ دے تارے ہن جیڑھے تھل دی رات وچ خوشیاں دا سماں بدھی
کھڑن/آہن جو جھیل سیف الملوک ایڈی سوہنی ہئی جو اتھاں رات کوں پریاں آن تے نچدیاں ہن۔
جھیل سیف الملوک پہاڑاں دی شہزادی ہے۔ پہاڑ، پانی تے ساول دا سوہنپ شاید پریاں کوں چھک
گھندا ہووے۔ پر حسن رضا دا ایہہ کمال ہے جو اوں تھل دی ریت تے سنج بروچ ساگی ماحول بنا ڈتے
جیڑھا جو رات کوں سیف الملوک تے ہوندے۔ رات دے ویلے اتھاں وی پریاں، حوراں تے
فرشتے لاہندن تے نچدے گاندے خوشیاں منیندن تے تھل دے پورے ماحول کوں جھیل سیف
الملوک والا ماحول بنا ڈیندن۔

’آہن پچھلی رات دے ویلے
جاں ایہہ ریت دے بٹے ٹھردن
لہندے چن دیاں پیلیاں کرناں
سنجیاں سا لہیں وچ آوڑدن
اسماناں توں پوڑھیاں لا کے
کئی ان جانو بندے لہندن
گھنگھر و تے پازیاں وجدن
اے ڈو کھجیاں جھوٹے کھاندن
پیلا چن تے بڈ دے تارے
جھمیریں پیندن، وجد اچ آندن‘

ایہہ ماحول بہوں متحرک ہے۔ سارے کردار نچدے گاندے پن اے اکھیا چسولا ماحول پیدا کریندن جو کھجیاں تیں پس چیندیاں ہن۔ کھجیاں نے ماحول اتنا شاندار رنگین متحرک تے excited ہے جو پڑھن آ لے کوں آپنیاں اکھیں دے سامنے پورا cinema چلدا نظر آندے۔ جیندے وچ نہ سرف زندگی تے thrill نظر دی ہے بلکہ رنگ تے light & shades دی نظر دن۔ ایسا عشقی ایں ماحول بارے دیا پے وچ لکھدن:

’اس منظر میں شاعر ایک ایسا رنگ بھرتا ہے جو مصور کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس نظم کا منظر جامد نہیں ہے بلکہ متحرک ہے۔ تصویر اپنے پس منظر میں ابھرتی ہے جس سے ماحول میں نور اور سائے کی کیفیت سے ایک زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ یہ بات مصوری کے ذریعے ممکن نہیں۔ یہ منظر اس کی تصدیق کرنے کے لئے کافی ہے۔‘

حسن رضا گردیزی اکھجے پر اسرار ماحول بدھن دا ماہر ہے۔ اوندیاں بہوں ساریاں نظمیں وچ ساکوں اکھجے ماحول نظر دن جیندے وچ فطری عناصر کوئی نہ کوئی کردار پیش کریندے پئے ہوندن تے او کوئی نہ کوئی سنیہا ڈیون چاہندن مثلاً ’کچا بیٹ‘ ڈونگریاں، تھل دیاں کھجیاں، خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ، چھاں دیاں لہراں وغیرہ وچ اکھجیاں تصوراتی پر اسرار منظر نگاریاں نظر آندیاں ہن۔ ایہہ پر اسرار منظر نگاریاں بدھن وچ انگریزی ادب دے والٹر ڈی لارڈ میٹرکون خاصہ حاصل ہئی تے اتھاں ’دھابے دھوڑے‘ وچ وی ساکوں ساگی ماحول تے منظر نگاری نکر دی ہے۔

پروفیسر عاشق محمد خان درانی انہاں دی منظر نگاری کوں ورڈز ورتھ نال رلائے۔ لکھدن:

’جس طرح ورڈز ورتھ انگریزی ادب میں منظر نگاری اور خصوصاً فطرتی مناظر کی عکاسی میں منفرد مقام رکھتا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی بہتر انداز میں حسن رضا گردیزی صاحب کا کلام سرائیکی بولنے والے علاقوں کے ماحول کی تصویر کشی میں کمال دسترس کا حامل ہے۔‘

حسن رضا گردیزی دی شاعری وچ خواجہ فرید دارنگ گوڑھا نظر دے جیویں جو انہاں ’پُر وحشت سنجوی روہی‘ کوں اپنی شاعری نال ’روہی لگڑی ہے سانونی / ترت ولا ہوت مہاراں / کھمڑیاں رنگیلو یاں / رم جھم بارش باراں بنا ڈتے ایویں ای حسن تھل دے سنج برکوں وسوں تے رونقاں وچ بدل ڈتے‘ سنجیاں ساہیں ایندی وڈی مثال ہے۔

سنجیاں ساہیں دا ڈرامہ چاندنی رات کوں رچدے جیندے وچ سارے کردار نچدن گاندن تے وجد وچ آندن۔ رات حسن دا شاعری دا اہم موضوع ہے جیویں ای تساں انہاں دی کتاب

کھلیسو ہر جاتے تھا کون رات داماحول نظری۔ حسن رضا گردیزی رات دا شاعر ہے۔ 'دھا بے دھوڑے' وچ تقریباً ۶۲ نظمیں وچ رات داماحول پیش کیتا گئے یا رات کون علامتی تے استعاراتی طور تے ورتیا گئے۔ اورات کون کتھائیں جبردی علامت وے طور تے ورتیندے۔ کتھائیں آپنے تھل تے بیت (وسیب) دی چلکدی دھپ کون ٹھاڈل ڈیون سانگے رات دا ویلا گھندے۔ کتھائیں آپنے inner self دے سکون کون نشا بر کرن کیتے رات کون استعاراتی طور تے ورتیندے۔ کتھائیں آپنے محبوب دے سوہنپ کون نشا بر کرن سانگے رات دی تشبیہات ورتیندے۔

'سجیاں سالہیں' وچ رات تے ڈینہہ دا بہوں سوہنا contrast نظر دے رات کون تاں تھل دے جنگل وچ منگل تھیا کھڑے تے اتھوں دی سنج برسوں تے رونقاں وچ بدل ویندی ہے۔ پر جیڑا ہلے ڈینہہ تھیندے تاں پورا منظر نامہ تے پورا ماحول بدل ویندے۔ ہن دل تھل دیاں ایہہ سالہیں سنج بر بن ویندیاں ہن اتے انہاں وچوں ویرانی وین کریندی ہے سنج دھاڑیں مریندی ہے۔ اندھے کھوہ کون وقت تے ریت دل بھرن شروع تھی ویندے ہن۔ سامنے کھجیاں دا جوڑا دل ایں سنج بر کون ٹر ٹر ڈیکھن شروع تھی ویندے تے انہاں سجیاں سالہیں وچوں آون والیاں رونون تے وین دیاں آوازاں کون سندے ہوئے ڈکھی تھیا کھڑے۔

'لیکن جاں ول پو پھدی اے

اے سب رونقاں ویندیاں رہندن

انہاں سجیاں سالہیں وچوں

رونون دیاں آوازاں آندن'

ایہہ نائک 'سجیاں سالہیں' ترائے Acts تے ڈو سیناں (Scenes) تے مشتمل ہے ہک سین ڈینہہ دا ہے اتے ہک رات دا۔ ڈرامے دا پہلا ایکٹ ڈینہہ دا ہے جتھوں ایہہ شروع تھیندے تے سنج بر کون، کھجیاں ٹر ٹر ڈیکھیاں پیاں ہن۔ ڈو جھا ایکٹ ڈو جھاسین رات دا ہے جیندے وچ ڈرامہ آپنے عروج تک پجا کھڑے نچن گاؤن دا کم تھیندا پے۔ جس ایں مچی کھڑی ہے جو کھجیاں 'Viewers' جس وچ آتے جھوٹے کھانڈیاں پیاں ہن۔ ترتجھا ایکٹ و لدا ڈینہہ دا ہے جڈاں ایہہ ساریاں رونقاں چلیاں ویندن تے سالہیں وچوں روون تے وین کرن دیاں آوازاں آندیاں ہن تے ہن ولا ایہہ کھجیاں دا جوڑا ایں سنج بر کون ٹر ٹر ڈیکھن شروع تھی ویندے۔ ایہہ ہک ٹریجڈی ڈرامہ ہے جیڑا ہاڈکھ توں شروع تھیندے تے خوشیاں دا جھولا ڈیندا ہو یا ولا ڈکھ تے ختم تھی ویندے۔

'سجیاں سالہیں' ہک چھوٹی آزاد نظم ہے۔ جیندے وچ چھوٹیاں چھوٹیاں بحر ایں ورتیاں گیاں ہن۔ ایں نظم وچ بہوں زیادہ روانی پاتی دیندی ہے جیویں نظم دی فکر وچ تھل دا ڈکھ تے چس کھڑن اوویں ایں فن وچ ڈکھیلی تے چسولی موسیقی وی سنیدی ہے۔ جیندے ذریعے شاعر اپنی دانش کوں قارئین تیں اپڑیندے۔ حسن دا ایہہ خاصہ انہاں دی ساری نظمیں وچ ساکوں نظر دے جواد موسیقیت نال اپنے وسیب دے ماضی، حال تے مستقبل دے گیت گاندے۔ ڈاکٹر کرسٹوفر شیکل انہاں دی ایں خوبی بارے لکھدن:

'Their rhythmic freedom is an ideal vehical for the poet's lyrical genius, while being at the same time very care carefully controlled by a musical ear which is steeped in the pattrens of the past.'

اساں ایں نظم دا گیانی نتیجہ کڈھوں تاں ساکوں ایہہ پتہ لگدے جو شاعر اپنے وسیب دے ایں سچ برکوں آباد ڈیکھناں چاہندے۔ پانی حیاتی ہے۔ تھل دے سینے وچ جڈاں دریا واہندے ہن تاں ایہہ سرسبز وادی جنت دا نظارہ پیش کریندی ہوسی دریا سک گئے، پانی مُک گئے، بندے لڈ گئے، راہندے سہندے کھوہ اندھے تھی گئے ریت سبھ کوں ولہیٹ گئی۔ ہن ایں اجاڑ وچ کوئی بندہ پرندہ انہاں جھوکاں تے سالہیں کوں وسوں نہیں ڈیندا۔ حسن تھل وچ ڈینہہ رات دے سچ برکوں اتھوں دی ششیں نال پیش کریندے جو رات اتھوں دے موجودات اپنے آپ رونق کیتی کھڑے ہوندن تے چن انہاں دادولاسیں ہوندے تے ڈینہہ کوں بھدی کڑا کے دی دھپ ویلے اتھوں دی ریت کوں تراے دی طرحاں تا ڈیندی ہے تاں اتھوں دے موجودات (سجیاں سالہیں) اپنے سچ برتے وین کریندیاں ہن ایہہ نوحہ ایہہ وین دراصل ساڈی دھرتی دا ہے جیکوں آباد کرن سانگے کہیں انسان یا حاکم کڈا ہن کوئی آہری نی کیتا۔ ■

الف ہکوہم بس وے میان جسی ب دی غرض نہ کائی
اول آخر ظاہر باطن اسان نال الف دے لائی
نان دے دڑکے میان الف کوں پڑھ واہ رمز الف سمجھائی
خیر اجان دل الف لٹی اتیس میم کیتی رُشنائی

میت دے لٹھے

(i)

خاب اتھاؤں شر و ہا۔

اجنبی اپنے خاب توں بچدا ہویا پچھلے ڈوڈینہاں توں این کلبی جال نال بیٹھا پسدا ہا۔ اسے کلبا جال نال اپنے ہک مونجھے کرینہہ دے، اوکوں ہمیشہ اپنے تھل دی یا ڈوڈیندی ہی۔ سو سال توں کجھ ودھ پرانی 'عباس منزل' دی ہک چند اچ جیویں اے ڈوہین بھراشہر دی ہر شے توں ترنڈتج گئے ہوں۔ چارنچ ایکڑاں دی ایس حویلی اچ انہاں توں علاوہ کجھ بوٹے پرانے امباں دے وی، سال پسالی ہن صرف بھولوں تھی کھڑ دے ہن۔ ہک لام جواں دی وی، ہک پاسوں وڈی ہک جھانجھیر بیر نال ونج رلدی ہی ایہے پاسوں ایس حویلی دے کجھ حصے بارشاں اچ گھرے پین۔ ایندے گلکھیاں پچھوں کجھ کچے گھر دھنوالاں دے پکیاں عمارتاں اچ پھس گئیں۔ گاں منجھ کوئی آن لوائے ہاتاں میڈیکل کالج دے سٹوڈنٹ اے منظر ہک ڈوجھے توں لک لک کے ڈہدے ہن۔ لمے پاسوں ہک کندھ ایس عباس منزل کوں سنٹرل لائبریری توں الگ کریندی ہی۔ اصل اچ اے حویلی نواباں دے دور دا ہک ریسٹ ہاؤس ہا۔ اتے ہن ڈاکٹراں دا ہوسٹل۔ جیندے ہک پرانے بٹھے کمرے اچ اجنبی نال اپنے چار سنگتیاں دے رہندا ہا۔ بیو۔ ظفر الیکٹران۔ سیٹھ عابد تے نور شاہ..... سیالے دی کن من اچ بھانویں اوکوں کنڈیر آندی چڑھدی ہی پر او بڈدی نماشاں تیں پسدا رہیا۔ پچھلے ڈوڈینہہ سیالے دی جھڑی پاروں اوں چھٹی کیتی تی۔ جال نال پسدیں ہوئیں اجنبی کوں ریسٹ ہاؤس دے چھبے تلے ڈولٹھے نظر آئے تاں او جرڑی ہوئی اپنی مونجھ اچوں اٹھی کھڑا تھیا۔ اپنے خاب توں بچدا ہویا کمرے وچ آیاتاں سنگتی اوندے تاش بیٹھے کھیندن۔

کمال اے..... اے سبھ اجاں وی تاش بیٹھے کھیڈدن۔ حیرانی دی گالھ اے ہی جو اناں جھڑی دے ڈوڈینہہ تاش کھیڈن، ٹی وی ڈیکھن اتے کتاباں پڑھن اچ گزار ڈتے ہن۔ انہاں کوں تاں کوئی جھڑی وی نیں جھربندی پیارے۔ سواوتن کے کھاندے اتے رج کے سمے ہن۔ ایس گالھ

توں دی التعلق جو ذوالفقار علی بھٹو کوں پھانسی لاون پئے ویندن۔ موٹیاں موٹیاں کتاباں دی این او
تعلق اچ اجنبی بک اتجھے تعلق اچ رہندا ہا جیہڑا ہو لیس ہو لیس ترند اویندے۔
اے ضیا ماشل لا دے ڈیہاں دا واقعہ اے۔

(ii)

ڈوجھی سویل اجنبی ہوٹل دے باہروں نکھتا تاں اجاں کن من تھیندی کھڑی ہئی، سیالے دی
جھڑی اہن کھڑی دی کھڑی اپنے مونڈھے تے چٹا اوو رآل سٹ کے او ہمیشہ سنٹرل لائبریری
آ لارہ گھندا ہا۔ تقریباً سو سال پرانی اے لائبریری ہنس وانگوں او کوں سوہنی لگدی ہئی۔ بارش اچ پس
کے تاں بیاوی اپنی پاکیزگی کھڑی بیان کریندی اے۔ اجنبی تھوڑی دیر لے لے ساہ گھدے اتے
ساوے ساوے ایندے وناں دے جھنڈا چوں اپنے آپ کوں تلکن توں پچیندا، پے پے پاپلر دا اول
گھندا، جیہڑے ہوادے نال ولا ولا کھڑے وسدے ہن، بی وی ہسپتال دوڑ پیا۔ ڈیوٹی اچکل اوندی
سائیکسٹری وارڈ وچ ہئی۔ ایں وارڈ اچ او کوں ترے مہینے تھے ہوسن ایں توں پہلے او میڈیکل تھری وچ ہا
۔ اپنیاں پتلیاں جنگھاں تے او پتلون تقریباً تنگ کے وارڈ جیجا تاں راؤنڈ ختم تھی چکیا ہا۔ پروفیسر حیدر،
رجسٹرار زاہد عمران، عبداللہ عظیم تے کجھ بے ڈاکٹر زآفس اچ چاہ بیٹھے پیندے ہن۔
'اے کوئی وقت اے وارڈ آون دا؟'

پروفیسر حیدر دے ایں کھوڑپ دے جواب اچ اجنبی ولڈا ڈتا 'سر باہروں کیڈی سوہنی بارش کھڑی
تھیندی اے۔ کتھوں کتھوں دے پردیسی بدل آئے وون، کیندا دل کریندے جو اتجھے موسم اچ
ڈیٹول، سپرٹ دی بدبو اچ بہہ کم کرے۔' ساریاں ہمیشاں وانگوں کھل کے اوندی گالھ ان سنی کیتی۔
عبداللہ عظیم او کوں چاہ دا کپ بنا کے ڈتاتے آکھیں 'سیں میڈیا گلاں نال راہون دا ہکو
طریقہ اے جو انہاں کوں سمائی رکھیجے۔' تہوں تاں اپنے نمائشاں دے راؤنڈ دے بعد او تمام
پاگلاں کوں ڈیزی پام لوا کے اجنبی نال پاگلاں بارے ڈھیر ڈھیر گالھیں بہہ کریندا ہا۔
زاہد عمران ساریاں کوں جیویں سنوہا کے آکھیا۔

'تساں دیکھ لو اہے اک نہ اک دن کوئی پاگل عورت مینوں امریکہ پچا دیسی۔'
'صرف پنج سال کم کرساں پھر ساری عمراں تاں پاگلاں نوں دیکھ دیکھ جیساں۔' او کہیں پاگل کوں بجلی
دے جھٹکے لاوے ہاتاں ہک ادھ جھٹکا امریکہ دے ناں دا ضرور ڈیندا ہاتے تھیا وی اینویں او ہک
ادھ کھڑا امریکن گرین کارڈ پاگل نال شادی کر کے امریکہ پچ گیا تے دل اوندی سدھ کہیں وی نہ لدھی۔

سہ ماہی سرانیکسی بسہاولپور

سب لوک نشکیلیاں کریندے اٹھ کتاباں اچوں پاگلاں دیاں قسماں تے انہاں دے علاج تے کئی گھنٹے بہہ الیندے ہن۔ پر انہاں پاگلاں وچ بہہ کے کوئی ہک وی کم نہی کرن چاہندا۔

سائیکلٹری وارڈ بہاول وکٹوریہ ہسپتال دے جنوبی بلاک اچ واقع ہا۔ ڈومنز ایس بلاک دا اتلا حصہ ایس این، ٹی، آئی وارڈ تے بلڈ بنک تے مشتمل ہا۔ پٹھلی منزل تقریباً پاگل وارڈ ہی۔ اجنبی وارڈ دے پرائیویٹ کمریاں اگوں تھیند اجزل وارڈ دی وڈی ہک بیرک اچ داخل تھیا۔ تاں ستی جاگدی بک نرس کرسی تے کلفی بنی بیٹھی ہی۔ چنے پیلے رنگ پچھوں اوندے اینویں لگدا ہا جیویں ہن تیں مٹی کھاندی ہووے۔ اوں اجنبی کوں سلام کہتا تے ول اونویں کرسی وچ کٹھی تھی بیٹھی۔

’سر..... باہروں بارش کیویں ہے؟‘

’بارش کتھاں اے؟ کن من اے پچھلے ترے ڈیہاں توں، و سے تاں منوں‘..... ترے نمبر شور گھستی بیٹھا ہا، حیدر صاحب آکھ گھن اکیوں ولیم لاڈیو.....‘ لاڈیواں ویسے تہا کوں ڈیکھ کے چپ تھیا بیٹھے۔ ’نہیں لاوناں‘ اجنبی سگریٹ بکھیندیں آکھیا..... اجاں اوں چارکش نہن لاتے جو ترے نمبر اپنے بیڈ تو اٹھی کے اوندے ہتھوں سگریٹ چھک گھدی تے باندر وانگوں اپنے بیڈ تے اٹھونا تھی بیٹھا۔ ’سرتساں آندے اوتاں پاگلاں وچ جیویں چند پئے ویندی اے۔‘ نرس اجنبی کوں اے گالھ ہمیشاں کریندی ہی تے اووی ہمیشاں ایہو آہدا ہا۔ ’پاگل اپنے جہیں کوں پاگل جو نہیں منیندے۔‘ تے سگریٹ کڈھ کے کھیسے اچ ماچس ٹولن لگ پیا۔ ول ترے نمبر توں ٹوٹا گھن کے سگریٹ بکھایس تاں پاگل اوندے نال اپنی رمز چولی۔

’اچھا ہو جا تو اچھا ہو جا..... خاص نہ بن..... خاص نہ بن۔‘ او کھلدا ہو یا ول اپنی کرسی تے آن بیٹھا۔ اکھیں نوٹ کے کرسی دی ٹیک لائس تاں کیا ڈہدے جو او اپنی دستی اچ، رنگیل مسیت اگوں مینہہ اچ کھڑا پسدے۔

سر پرائیویٹ روم نمبر ست آلا تہا ڈاکوئی ستارہاں دفعہ پچھ چکیے۔ اوں بناں اکھیں کھولیس ولدا ڈتا۔

’اچھا او پکھیاں دی کچا ہری آلابزرگ۔ اوند اقصہ اے ہے جو اوند اقصہ کوئی نہیں سندا۔‘

تہا ڈے خیال اچ تاں سیں ایس وارڈ وچ کوئی پاگل نہیں۔‘ بالک‘..... اوں اکھیں بھالیاں تے کرسی تے سدھا تھی بیٹھا۔

’اے ہسپتال، ایندیاں جرڑیاں جرڑیاں کندھاں، ایندے لوہے دے بیڈ، ڈہدی نہویں، اے گندے لال کبیل، ایندے ڈاکٹر زبھ بیماران۔ انہاں بیماراں اچ بکو املا تاس صحت مندا اے اجنبی انگل دے

’سگریٹ ہووی؟‘ اے پچھ کے بابے سرہانے تلوں سادہ کیپٹن دی ڈبی کڈھی اے..... اتھاں آن بہہ
..... میڈے نال۔‘

’اے تاں ہکا اے‘

’بس میڈے حصے دا ہے اپنا حصہ ختم..... ڈوڈیہہ اگے وی لیٹ تھی گیاں۔‘

’تیکوں کتنی دفعہ آکھیم بابا..... توں فرید الدین عطار بن دی کوشش نہ کر، نہیں رہ گیا ہن او ویلا۔‘ اجنبی

اپنے ہتھ بدھ کے بابے اگوں زاری کیتی، پراوں ولا اوھا گالھہ کیتی۔‘

’ایمان نال وصال دی سڈ آئی پیم..... ڈوڈیہہ اگے لیٹ تھی گیاں۔‘

اجنبی بیڈتوں اٹھی کے کرسی تے اوندی فائل پڑھن دل بیٹھے۔ کاکٹیل نال صرف اتنا تھیا جیویں

اوندے اندروں بارش ڈونگھی تھی گئی ہووے۔

نال..... انور شاہ عرف بابا نوشاہ بخاری

پیوداناں..... اللہ جوایا

ذات..... سید بخاری

جنس..... مرد

پتہ..... اچ شریف ضلع بہاولپور

انہاں معلومات توں علاوہ رکھی اے ہسٹری شیٹ اوندی بیماری بارے ڈھیر کجھ نہی ڈسیندی۔

’یاوت ایندے تے صبح شام ٹرکولائیزرز دا اندراج ہا۔ نبض بلڈ پریشر ہر شے نارمل ہی۔ الگن وگن

تاں انوشاہ دا بہوں ہاپر سوائے اوندے ہک خادم دے اوندے نال کوئی نہی رہندا۔ کئی دفعہ چھٹی کر

کے اوولا ہسپتال آن وڑدا ہا۔ اے انہاں ڈینہاں دی گالھہ اے جڈاں ضیا مارشل لادے دوراچ.....

مذہبی دہشت اپنے عروج تے ہی ادھی برادری شیعہ تے ادھی سنی ہاوس۔ انہاں دے وچکار مذہبی

بھڑاند اڈے نتیجے اچ ترے بندے مارے گئے۔ انہاں وچوں ہک اوندا سکا سوتروی ہا۔ ایس خونی

منظر کوں ڈیکھ کے اوں زور زوردا ’لڑو نہیں..... لڑو نہیں‘ کیتی تے ول سکتے وچ آ گیا۔ کئی ڈینہاں

چچھوں ہسپتال اچ وچ اوندا سکتہ ترٹیا پر اوخونی منظر ہمیشاں کیتے اوندے دل دے شیشے تے لہہ آیا تے

ول ایس مستقل دوریاں دی شکل اختیار کر گھدی۔

ماندکی ہاں دی بہوں ودھ گئی اے۔

بابا انوشاہ ہمیشہ اتھاں گالھہ شروع کرے ہا۔ کافی دیرتیں بابا انوشاہ اجنبی کوں ترتر تکیندا ریہاوت

آکھنئیں، اتھاں میڈے نال تھی آ، گھر آ لے میڈا اتار نہیں کریندے پر اے سچ گالھ اے جڈاں دا ہوش سنبھالیم پکھیاں دی کچا ہری اچ رہنداں نماز کڈا ہینا قضا نہیں کیتی..... واقعی صاف سھرا انوشاہ شہیل دا جاء نماز ہر ویلے کچھ اچ رکھدا ہا۔ اوکوں ڈیکھ کے بالکل نہیں گلدا جو او پاگل اے۔ جڈاں اوکوں دورہ پو وے ہاتاں اوندے اندروں کوئی بیا بندہ اچا اچا لا دن چنے ویندا ہا۔ بم دھماکیاں دا فو بیا اوکوں لاری، ٹرین تے ہن سفر نہیں کرن ڈیندا تے او اپنے آپ کوں صرف ہسپتال اچ محفوظ سمجھیندا ہا۔ پتر کئی ڈینہاں پچھوں ڈھیر سارے نوٹ اوکوں ڈے کے پچھاں ول ویندے ہن۔ ایہو سچیندے ہوں چنگاں اے بلا سرتوں ٹلی راہوے۔ کجھ دیر چپ کر کے بیٹھا ریہا ول ہو لے جیہاں اجنبی دے کن اچ کر کیا۔

ڈساویں کہیں کوں نہ

’ایں مونڈھے تے (نعوذ باللہ) حضرت علیؓ ہن ایں مونڈھے تے حضرت عثمان -- ڈونہیں آپت اچ لڑدے راہندن۔ کیا آکھاں اپنی جنتاں عذا میں پئے گئی اے۔‘

دورے دی حالت اچ وی ایسے الفاظ اوندے ہوٹھاں تے ہوندے ہن۔ اچ او بغیر دورے اے گالھیں راز داری اچ اجنبی اگوں بیٹھا کریندا ہا۔

’اچھا ہن تاں آگیاں۔ چٹی چادر لہا سٹ۔ کینٹین توں تھی کے ولیا آنداں۔ سگریٹ تیڈی گھن آواں؟‘ اجنبی جیویں بے دھیانی اچ با بے توں پچھیا۔ ٹرکولا زردی کاک ٹیل اوندیاں جنگھاں اچ لولھ بھر ڈتا۔

اوندا ہاں گھر دا پئے کچھ سکٹ کھا گھنے ایہو سوچ کے اوست نمبر دے باہروں آیا تے کینٹین دوٹر پیا۔ ٹردیں ٹردیں اوکوں خیال آیا جیویں او بلا وجہ تکھا تکھا ویندا ٹردا ہو وے تاں او مٹھا تھی گیا۔ او ہمیشاں منزل کوں اپنے ذہن اچ رکھ کے ٹردا ہا۔ تہوں تاں سفر توں چھٹکارا نہیں پیا ملدا۔ پر تھوڑی دیر بعد او ولا اونویں تکھا تکھا ویندا ٹردا ہا، جیویں نکلے لاتوں اوندی عادت پئی آندی ہئی۔۔ او اپنی دستی

توں شہرتیں ہلے ساہ اچ سائیکل چلیندا تے سرسٹ کے بانہہ مار کے ٹردا ہا اپنے آسوں پاسوں بے پرواہ اکھراہ تے دھر کے ہمیشاں ایں دھیان اچ جو کتھائیں کوئی ڈڈ، مکوڑا، کیڑی اوندے پیر تلے نہ آ

دنجے اوکوں سخت کریر چڑھدی ہئی۔ پچھلے ڈاہ بارہاں سالوں توں ایں کوشش اچ ہا جو کڈا ہین کہیں کفارے اگوں او سبھ پکھی دلاجی پودن جہاں کوں بارہاں تیرھاں سال دی عمر اچ گن نال ماریا ہا۔

با بے انوشاہ نال مل کے تاں اے بے چینی ہتھوں ودھ گئی ہئی۔ جرمنی دی بنی ۵۵ نمبر ماڈل دی اے اتر گن اوکوں اپنے بیوگنا ڈتی ہئی۔ اوں یاد کیتا۔ کیویں او ساری دستی کوں حیران کر ڈیندا ہا شیشہ اگوں

کر کے، ایئر گن پچھڑو دھی مونڈھے رکھ کے کنڈ پچھوں سوئی کوں چٹ گھنن واقعی حیرت دی گالھ ہئی

سہ ماہی سرانیکی بہاولپور

ملویر میر و اوندا تاں پوری دستی نال اوندے نشانے دی شرط متھ گھندا ہا۔ لاقوت۔۔۔ سوبت سوبت
کاراے جتنے چھرے اتنے تلیں۔

اوکوں اڈیل پئی۔ کئی پکھی شودے حرام تھی ویندے ہن۔ اوکوں اجاں بکبیر پڑھن جو نہی آندی
ول ہو لیس ہو لیس مولی صاحب اوکوں بکبیر وی سکھا ڈتی۔ ہن مولی صاحب وانگوں اودی با آسانی پکھی
کوہ گھندا ہا۔ ساریاں پکھیاں شاید اوکوں معاف کر ڈتا ہا۔ کھوہ دی کانجن تے تے گھوکدے گیرے
وی، علومیاں دی کندھلی دیاں لالیاں وی، اوں نیل کنٹھ وی جیکوں اوں مسیت دے پچھوں لک کے
نجی دے کلبے دھڑرتے ماریا ہا۔ پر لٹھیاں دے اوں جوڑے جیویں اوکوں اجاں تیں معاف نہیں کیتا۔
ایہو خیال ہر ویلے ہن اوندے نال نال راہندا ہا۔ مولی صاحب دی رنگیل مسیت اسرکھاتاں پتہ نہیں
کتھوں اپنی درگاہ دارستہ بھلے لٹھے مسیت دے رشندان اچ مقیم آن تھئے۔ انہاں کوں مارن کیتے مولی
صاحب اوکوں چر چاڑھی ہی۔ 'ڈیکھ تاں اوترے اللہ دے گھر کوں خراب کر چندن۔ کتاباں تے
مصلیاں تے انہاں دیاں وٹھوں'..... اجنبی لٹھے مارتاں بیٹھا پراج بارھاں سال بعد وی او اپنے ترے
کھمباں نال رت اچ دھانتے ہوئے اوکوں راتیں خاب اچ آن اٹھیندے ہن۔ مولی صاحب ایہو
ڈ۔ سیا با جو حلال پکھی داماس کھاون تاں ہتھوں ثواب دی گالھ ہوندی اے۔

سلطان بی بی البتہ دستی دی واحد گالھی ہی جیڑھی ایس بھگ بلاں کوں بہ سمجھاوے ہا۔

'ایہا بندوخ تاں سٹ گھت سائیاں موئی'۔ 'پتر اے وی جیند اجی ان'

'ڈیکھ کیویں سوہناں سوہناں اڈدن'

'صبح شام اللہ دی حمد گاندن'

پر انہاں گالھیں توں، پکھیاں دے رنگاں، گیتاں توں ودھ اوکوں اپنے نشانے دامان
کتھائیں باہون نہی ڈیندا۔ انہاں خیالاں دی سیڑھ اچ و ہندا وگدا او کوئی گھنٹہ کھن ہسپتال دے
باہروں ریہا ہوسی۔ وارڈ اچ ول کے اوکری تے باہون ای لگیے تاں نرس اوکوں ڈسیندی اے۔

'سر..... بابا انوشاہ مر گئے'

دنہیں'..... بے اختیار اوندے مونہوں نکھتا۔

'جی سر تہاڈے ونجن دے کچھ دیر بعد اوں زور زورزا 'لڑو نہیں..... لڑو نہیں'، کیتی تے چٹا کفن پا کے

لیٹ پیا۔ خادم اوندے کفن ہٹایا تاں اواج بغیر کاک ٹیل لوائے ہمیشاں ہمیشاں کیتے سم گیا ہا۔

(iii)

خاب اتھاو شروع اے .

اجنبی اپنا استعفی لکھیا اتے سکھا سکھا عباس منزل دو تر پیا۔ انہاں ہسپتالاں، انہاں دے کوری ڈوراں، ریٹائرنگ روماں اتے انہاں دیاں کالیاں کالیاں کتاباں اچ جفتی کھاندا نفسیات دا اے علم کتنا لا علم اے جیہڑا پاگل تے گالھے اچ، مجذوب اتے سیانے اچ فرق ای نہیں سمجھ سکدا۔ بارش تکھی ویندی تھیندی ہئی اوکوں لکھیا جیویں با بے انوشاہ دے مونڈھیاں دے پکھی اوندے مونڈھیاں تے آن لھے ہون۔ لٹھیاں دے اوں جوڑے وانگوں جہاں کوں انڈاں تے بیٹھیاں اوں ہک ہک کر کے ماریا ہا۔ پروت وی رنگیل مسیت کوں اوٹھوں توں نہ بچا سکیا..... اجنبی ہوشل آ کے با بے انوشاہ وانگوں چٹی چادر تان کے سم تھیا۔

خاب اتھاو شروع اے۔

لٹھے ماریے گئے پر انہاں دے انڈے بارھاں تیرھاں سالاں پچھوں رنگیل مسیت دے روشندان توں انڈے توں پٹھ ڈھے کے ترٹ پئے۔ جہاں وچوں نکلیاں نکلیاں ماس دیاں جیویں ڈوبوٹیاں اوندے ڈونہاں مسیت مونڈھیاں تے فرشتیاں وانگوں اوکن بیٹھیاں پکھڑیاں ہون۔

’اساں حرام ہیں کہ حلال؟‘

ترے ڈونہاں پچھوں اجنبی دی اکھ کھلدی اے تاں اوں محسوس کیتا جیویں با بے انوشاہ وانگوں اووی پھلاں توں ودھ ہولا تھی گیا ہووے۔ ■

لمبڑے پنڈھ پیم ان سونھیں اتیں مشکل پنڈھ سنینوے
ناں کوئی مثل مکان ماہی دا اتے کس ول یار گلیوے
ہے یار اریرے تے پنڈھ پریرے کیڑھی تاری یار تریوے
خیر مناسب ایویں ہے وچ یار دی ڈھونڈھ مریوے

ڈیکھ توں مانجھی منجھیاں نال منجھیاں بھان ٹکانے نیں
کھیر ڈھی جھگ مکھن بنیا پیڑے دست سمانے نیں
ریت لسی کم گھاٹا پتلا لوک لسیاں نال وکانے نیں
روغن خیر ملایا دل کور اتیں روشن بخت نمانے نیں

ڈے گدھا۔

کھوکھن! ایس گال تیں یکے بیسرے تھے پر بڈھڑا آپ اپنی گال تیں وچو وچو خوش تھیا۔ چلو کئی ڈنھی
تاں یاد آئی میکوں۔

نجمہ وت اپنا سبق شروع کیتا۔

’گمراہ نسلیں بیلاں بھر بھر میا دیاں بیڑا تار و تار کیتا، اتے کنکاں، جواریں رہا ون اتیں امب، نجیاں،
مکر بوٹے لا ون شروع کر ڈتو نیں۔ سپاہ گیری چھوڑ راہکی وچ پئے گئے۔ توڑیں کنک رہیندے سن،
نانگی کھاندے، جون پست تھی گیا انہیں دا۔ نہ کوئی مہانا رہا نہ ملاح اتیں بیڑا مٹی نال بھریندا بھریندا
غرق تھیون تے آ گیا۔ وت ہک ڈنہہ اللہ رحمت کیتی، قوم کوں اپنے مہانے ملیے، تیں، قوم کوں اپنے
ملاح ملیے۔۔۔۔ لالا، مہانا کیا ہوندے؟

’کیپن شپ دا‘

’اتیں ملاح؟‘

’ہکاشے ہے‘

’پور دا بابا؟۔۔۔ اووی ہکاشے ہے؟‘

’بابا بے پور..... اے لقب ہے قومی ملاح دا‘

’تساں ڈٹھا بابا انہیں کوں لالا؟‘

او پڑھدیں پڑھدیں اینویں وچو سوال کریندی ہائی۔ بھرا او کوں جھنک ڈیندا ہا۔ بابا چپ بیٹھارا ہندا ہا۔
تیں ڈاڈا اوندے سوالیں نال ڈدا ہا۔ ہر سوال تیں پیلھی گالھ چھوڑ کیں نواں قصہ چھیڑ ڈیندا ہا۔ کوڑا
تیں بھانویں سچا۔ ڈاڈا اٹو کوں مصرے پڑھدا رہ ویندا ہا۔ پر کہیں بحث وچ نہ پوندا۔ او کوں اپنی گالھ
تیں کوئی شک ای ناہ ہوندا، وت سوال جواب کیہاں؟

’ڈاڈا ہا یاد اے میکوں۔۔۔‘

سوال لالے کنوں ہا جواب وت ڈاڈے ڈے ڈتا۔ ڈوہیں بھین بھرا ہک بے کوں شانڈ ڈتی جو بھئی
ہن ڈاڈا آکھی۔۔۔۔ ڈاڈھی گالھ کریندا ہا۔ پیختی گالھ کریندا ہا۔
تیں انہہ جھٹ ڈاڈے آکھیا؛

’واہ وا، گالھ کتیں اوں پیلھے جلسے..... او جیر ہلے اپنی بیڑی بوڑکیں اساں کن آیا بھیلیں دے شہر وچ‘
’ناں کیا ہا شہر دا؟‘

ہاں! ناں نہن ہوندے شہریں دے، بس او بھلیں دا شہر ہا.....
 آپ جان پوتری کوں پڑھیندیں اتیں اوندے پٹھے سدھے سوالیں دے جو اب ڈیندیں ہن ڈاڈا آپ
 ہک گفت وچ پئے گیا ہا۔ ہر قصے دے بعد او اکثر پچھ بہندی ہائی۔
 'ڈاڈا توں آپ ڈٹھا ہا؟'

اے تاں او کوں پتہ با جو ڈٹھی بنی اتیں سنی ہندی اے۔ ڈٹھی او کوں بھل وی نا ہی گئی بلکہ ڈٹھی ڈسن دا
 ڈا بھل گیا ہس پر نجمہ مائی کوں او اے وی نہا سمجھا سگدا جو ورتی ڈٹھی ڈسن دا او کوں بھنخ نہا آندا۔ او
 اتھ کہیں کوں وی نہا آندا تیں او تاں اوئیں وی سنی دا شیدائی با چھوٹے لاکنوں۔
 'ڈاڈھی گالھہ کیتی اس..... کچھیں گالھہ کیتی اس! او ایہا جس چندارہ گیا ہا ساری حیاتی۔ اے حفظ
 و ت او کوں پوترے دے ہک سنگتی آن پاتا۔ اکھیں

'ڈاڈا اتساں لوک ریہے ہیوے موج میلے وچ۔ اکھ ڈٹھی کوں سانجھن اتیں موہ آکھی بناون کیتے چیتے
 کوں جیرھے بل مارنے پوندن تہا کوں انہیں کنوں تھیندی اے آلس۔ بھل ڈاڈا، جو ڈٹھا ہا وی سا کوں
 ڈسن سکھ۔ ڈس، نہ تاں جھ سک ویسی آ، بول مک ویسنی، گونگا تھی مرسیں!
 او کتے دا جایا، کھھ دا چھو کرا، اتی گالھیں کر گیا۔۔۔ تیں بھانویں او نہہ دا پلوتا لگا میڈے۔۔۔
 میڈا اتجھاں بلپار، اتجھاں دانا۔ پانا جنا۔ منہ مرتج گئیں۔ اوں آرام کرتی دت دتہریئے پتر دو گردن
 بھنوائی جیرھا فجر نال غسناخانے ونج، دھاں دھوں پشا کاں ونا کرسی وچ ڈٹہ بند ابا۔ چپ دی چادر تان
 ،، سہ کہیں کنوں لا تعلق۔ پراو لا تعلق وی کتھاں ہا۔

مے گوڈ سیو آ ورشپ'

اج نجمہ دھی انگریزی دا کئی لیسن یا ڈیٹھی کریندی ہائی۔ کتاباں جتی وی ہن۔ مضمون کہو ہا۔ 'شپ' پتر گھر
 کے نہا زال باہر و کندھ تیں چڑی کہیں گوانڈھن نال حال حوال کھڑی ونڈیندی ہائی۔ وڈیرا کھٹ وچ
 پیایا اگھلا گیا ہا۔ کوئی نہا جو نجمہ دھی دے ایس سبق کنوں اوندی جان چھڑا وے ہا۔ اوکاں آلی کار بکو بول
 الائی ونجے۔

مے گاڈ سیو آ ورشپ'

'شٹ!'

پو تھیں کیس دھی کوں ایہو جھیں جواب کون ڈے سگدے۔ اوڈے سگد ابا۔ تیں چھوئیرا کھ چاکیں وی نہ

چاڈٹھا۔ اتیں اوکوں وی ایہو ترسلاہا جو دھی اوندی گالھ نہیں سندی۔ جیرھے ڈینہہ دا ایہو پک تھیوس
چس وچ آ گیاہا۔ پر اے پک تھیون تیں پورے ترے سال لگے ہئین۔

اوں ویقیے دے بعد گھر وچ اوندے نال ہک چپا تا جھڑارہ گیا۔ او اتجھاں بلیار بندہ ہاوت تول تک
کیں الینداہا۔ مجلس وچ جیرھلے او اداوے ہا گالھ ہکے اوندی سنیدی ہائی۔ بیا جون وی الیندا پیا
ہو دے ہا اوندی گالھ دارا ناہ ڈکیندا۔ اکھیہ جیسے کئی اتجھیں خاصیت ہائی جو اوندے الاتیں کوئی بیا
الا اور لیپ ای ناہ کریندا۔ شاید کوئی آواز اور لیپ نہیں تھیندی پر اوند ابول صاف ستھرا، چھڑا
چھنڈ کیا بے تو نہیں پہنچداہا۔

تیں ویقیے دے بعد اے تھیا جو او ہر کہیں دی سنے اوندی کئی نہ سنے۔ چیکن جھیون، ہوڈ بدھن سب
ترے اوں کہیتے۔ سبھے مرحلے گذر گئے حتا کہ ما آکھن پے گئیں جو:

تیکوں کئی اللہ دی مہراے بڑکداہیں۔ الیندا نیوہیں، پر او کتھاں منے۔ او اپنا الا آپ محسوس
کرینداہا۔ بدل بدل کیں الا سگداہا۔ اوں سوچیا اے سبھ ڈورے تھی گئین۔ پر ہک بے دی تاں سندن
شید مست خورے بن ویندن میڈے نال۔ یاوت کئی سنون، کئی ٹونا کیتی پن میڈے نال۔ اے
ٹونے اوندے اتے بلپن کنوں کریندی آندی ہئی۔ جیرھلے اوندے ایمان اسلام تیں شک پوس ہا ولا
بھوئیں کنوں ٹر ویندی ہائی۔ تیں وت اوکوں کھیر دے گلاس وچ چوری چوری گھولے تعویذ پیونے
پوندے ہن۔ تیں مس نال لکھیے مندھول کاغذیں دے ٹوٹے وچ ودے ہوندے ہئین۔ تیں ہن ما کے
نہائی۔ میرھیں نہ راہون تاں پچوے مرتاں نہیں ویندے خیر بھرن لگ پوندن۔

اوتاں ہک ڈینہہ ہک گھانا یا رآ یا بیٹھا ہووس تیں ولا ولا منتاں بیٹھا کرے 'میڈے نال تاں الا'
تتا تھی کیں ایندے موہ ہک غیر مباح لفظ لکھے
میڈا الیندائی۔۔!'

تیں ولا اکھ چاتی اس۔ ساہنے دھی وصل ڈکریندی بیٹھی ہائی۔ شرم کنوں بھوئیں وچ پیہہ گیا۔ پر اے
کیا!

نہ چھوئیر اکھ چاڈٹھا۔ نہ شرم کن سگدی، نہ ہتھ کپیس اپنا، نہ ہتھو چوچھری ڈٹھس۔

اتھ اوکوں پیلھی واری اپنے بارے وچ شک پیا۔ وت اوں ازما نشاں کیتیاں۔

زال دے اگو اوندے ما بھرا دا ذکر چا بیٹھا۔ موئے بھرا دے نال تیں بٹ بٹ ہنجوں کیرن کہیتے تاں
اوکوں نہ ڈپھیاں بناونیاں پوندیاں ہئین نہ ڈسکنا پوندیاں۔ ایں واری اوں سا لھے دے جتی منیے پڑھے

خالد دی ماونیس دی اونیس بیٹھی رہی ما نہہ دی دال وچو نگرے چندی۔
مرن اے سارے کئی اتجھیں پکی متھی پٹھن کیا؟
وت اول پیوکوں پرکھیا۔

ادا تجھیں رولیس وچ رن آلا بندہ ناہ۔ تیں بندہ ہا و جد تیں حال آلا۔ اوتاں آہن جوانی وچ کھودے
گھوتیں جھمر مارن پئے ویندا ہا۔ رمزدی گالھ تیں اج دی لڈ لڈ ویندا ہا۔ ایس ہک خاص تول تیں آکیں
پڑھیا:

سچ ڈس جو کجھ کیتی ایہا

ماڈی ہائی مرجات

بزرگ نہ پھڑکیا۔ نہ ہلیا۔ چپ کیتی پکے دے ول سدھے کریندا بیٹھیا ریہا۔ جیر ہلے پیوکوں ساکت
ڈنھس وت پک تھیں جو کئی بیٹ آپ کوں اس۔ او من گیا۔ الا گل گئے ساڈا اول ڈنہہ دا۔ پچھیں
واں چس چاون شروع کر ڈتی ان آکھیاں آکھن دی۔ مندے کڈھ گھنے کفر وی الا گھنے۔ جیر ہی گالھ
دا جو جواب دل آکھس ڈیوے۔

ایہوراہ اے۔ جیر ہلے ڈاڈھاتیں ہینا ہکے پڑوچ پھر دے پئے ہوون، ایہوراہ اے۔ ہینا ایس خوش جو
گالھتاں آکھ ڈیندوں سدھی نقد۔ تیں ڈاڈھے کوں سیک ای نہ آوے۔ بانھیں دی نہ سکھو بولی نہ وس
تائیں سنوا تہیں دا الا۔ غلام لوکیں دے سنگھ اج ہک مانگواں الا، وائس دی ہک خاص پیچ، ہک کارو باری
بولی، ہک فنکشنل لیٹگوئج ڈے ڈیوے۔

’مے گوڈ سیوا ورشپ‘

چھویر جتی واری پڑھے اے سطر، او آکھے:

’ش‘

تداں اوکتلا وڈا ہا۔ اپنی قدتاں اوکوں یاد کے ناہی۔ او ہکے چولے وچ ڈوآنی داسکے گھن کیں اے دی
مجھ دے ترے چار بگے والیں کیتے بی۔ مارکہ خضاب گھن گیا ہٹی تو۔ ول آکیں ماکنوں
پچھیس

اماں بیڑا چہ ہوندے؟

’بیڑی کنوں وڈا ہوندے‘

اماں او بڈ گئے بز اروچ کئی زالیں جوان بر ژاندے ودن انہیں دا۔۔ انہیں او وہو بڈ گئے سہیں

ہیڑا ،

انواہیں گھلیاں ہن جو جنگ دا ترنھا، کئی بھنا بیڑا انہیں دے ملخ دامنہ کیتی آندے۔ کئی قاصداں
اپڑ آئے اتیں راہ خدادے بوڈڑے مارنیں، اجڑیں پجڑیں دی مدد دیاں ارداساں آن وقت
پچھو بنے آئے آکھن کوں تاں بک بیڑا بڈا ہا۔ اتیں کیتلا سارا پور بڈ مو یا با۔ پرائیں چھیں
بھلا آدم جیندا جا گدا آوڑیا۔ کئی کئی دردناک قصے۔۔ کئی ہکاڑے تختے تیں چندڑی بچا آئے
راہیں لٹھیج پٹھیج گئے۔ کئی پیسے پا آ لے کرائے دے ڈھونڈ ہیں وچ اپڑ دے ریہے۔ مہینے کھن
اے مخلوق شہردی چنگی بھلی رونق بنا گئی۔

ہکڑے مستیتیں صلا تیاں ڈیون۔ بنے ممبریں تے چڑو عظ کرن یا نوید بکرید و نچیندا ہا مسیت یا روز دا
۔ بانو بان دیاں گالھیں۔ کئی ٹولیاں بنا کیں گلھیں وچ گاؤن۔ کئی پردھان وی ہن۔ او میدان وچ پنا
کرن۔

’بیڑے آلو، بیڑا بڈنیں دی کاکھ کرو

اپنے بیڑے دی قدر کرو

تہاڈا بیڑا تر دارا ہوئے

ڈاڈھی کئی بولی ہا نہیں۔ ڈاڈھیاں گالھیں کریندے ہنیں او تڈاں چھو ہر با۔ پرا نہیں دے سینکے توں
تیں اکھ بچے۔ یک دم جوانی آ گئی۔ کئی تھیٹر لیندے ہن اے لوکی۔ نہیں کوں شرمٹاؤیندیاں ہن بکے
انہیں دیاں گالھیں۔ روزدی کئی نویں شرلی چھڑیندے ہنیں شہر وچ۔

’رناں تاں اینویں بے وجودیاں پننے بھل ہن گھٹھ

گھراٹ چھو ہریں دا اے متفقہ تبصرہ ہا۔

’جوان بی بے ان‘

اے تریمتیں دا خیال ہا۔ گھریں بدھیاں، آدم دیاں سکایاں تریمتیں کیتے اے نویں لوک۔ شغل میلہ بن
گئے۔

’اسناں وی رل پوڈوں ہا، رسول بخش دا پو، ثواب تھیںی

اجن او کہیں بیڑے وال کوں ممھان کرن دی سک وچ ہن تیں سرکاری آڈر تھی گیا

’آون آ لے تہاڈے قومی بھرا ہن۔ انہیں کو بے نانویں نال سڈن جرم ہوسی۔ اتیں انہیں دی مدد کرن

سہ ماہی سرانیککی بہاولپور

اپریل تا جون 2003ء

تو دافرض، ہر گھر قوی بھرانویں دے دے ہک ٹبر کوں بھلے تا وقتیکہ حکومت انہیں دا انتظام نہیں کر گھندی۔
 یہ... اوہری لوک ہن۔ اپنے انتظام و بچ او آپ موہری بن گئے۔ محنتی لوک ہن کہیں تے باروی نہن
 بندے۔ مسئلہ اے ہا جو انہیں کوں بے نانویں نال نہ سڈ تیجے تاں کیا کر تیجے۔ تیں تھیکو لوکیں اپنے
 نار رکھ گھدے۔ پُرکھ واس، آدی واس۔ اتیں جیر ہلے ضروری ہووے تاں انہیں کوں آکھن
 وال بھرایا سکھتے 'بھرا'۔

سرکاری آڈر دے بعد انہیں دے گھر جیرھے ترائے جی آئے اوہک ادھ کھڑ چنابا، ہک اوندی تربیت
 اتیں انہیں دی ہک ہٹھے ویلھے روونی دھی ہائی جیرھی بیٹھیں بیٹھیں چھرکیاں بھرن پئے ویندی
 ہائی۔

'اماں بیڑی لڈدی اے!'

'ہاں نال چالائنس پٹی بی، ہاں نال لائنس چا، بیڑی دے اڈاڑے پوندن شودی کوں،
 ایندی ما اوں ممھان تربیت کوں آکھے ہا۔ وت بڑ بڑ کرے ہا۔

'بہوں کئی ہاں کا۔ ان۔ مجال اے ذری رحم چاڈیون چھویر کوں، نہ مانہ پیو'

'رسول بخش دی ما، بوڈڑے دے ماریے ہوئیں، انہیں دیں تاں کئی پیڑھیں کوں پیڑیاں یاد آسن
 اوئیں ہے نی آہر لے.....'

'اے وہم نھیں ساڈا، تہاڈاوی بیڑا لڈدا اے۔ تاں مٹی بہوں بھرڈتی اے بیڑے وچ۔ اسان تاں
 نری کاٹھ ورتیندے ہا سے اپنے بیڑے وچ تیں وت وی بڈ گیا۔
 ممھان جنا آکھن لگ پیا۔

لیجھیں گالھ کیتی اس، بیڑا وت وی بڈ گیا، اوند اپوسر لڈاے ہا۔

گناہیں دا بار، جواناں، گناہیں دا بار

'ابا انہیں لوکیں دی بولی دا عاشق ہا۔ فجر شام آکھے

'ڈاڈھے ہنر آ۔ لے لوک ان۔ ڈاڈھے۔ یانے ہن۔ گالھ داڈا ڈھانن پنے۔

اماں البتہ ترتر ڈیہدی رہ ویندی ہائی۔ ایسے تربیتیں بہین جنھیں کوں ڈھیر ترس آیا آون آلیں تیں۔

اتیں ایسے تربیتیں ہن جنھیں دیں متھیں تیں تریدھی آون لگ پئی۔

انہاں تیں نکلیں نکلیں گالھیں وچ بہن، ورتن دے فرق کڈھیے تیں وت اس نکھیر دامنہ متھا بنوئیں۔

آدی واس تیں بیڑے وال تیں جوانیں دے کنیں وچ کر کن، بسنی طراح دے لوکی ان تیں

بالیس کوں سمجھاؤن،
'کہیں آدی واس دی ہٹی تیں ونجیں۔ او بے موئے سودا چنگا نہیں ڈیندے۔ بکھدا انج تلیندن تیں
کھوٹ انج۔۔۔ تو باں، نکتے جھیں بال دے چولے دی گنڈھ پیسے بدھ کیس پٹھ ڈیندیاں ہا سے ذری
فکرنا ہی ہوندی۔'

رینیں دیاں گالھیں عجب بھارت ہوندین۔ جتی ہولا کرو، رناں دیاں گالھیں، ان چتیں منہ منہ دی
گالھ بن ویندن۔

عقل کرو تڈاں ہوندا کیا ہا ہٹیں وچ۔ بانوبان دیاں شیں وی تاں انھائیں بیٹے والیں آ
ڈکھائن تہا کوں.....'

بابا دراصل بیٹے والیں دے جتلے خوبیں دا قائل ہا بعد وچ آدی واس دانشوریں اونھائیں کوں ڈ
لفظیں وچ بند کرکیں انہیں دا مل گھٹاؤن دی کوشش کیتی، آکھیں
'اے لوک انٹرپرائزنگ ہوندن،

بیٹے وچ مٹی نئی چنگی،

انہیں دا او انٹرپرائزنگ مہان اکثر آکھے،

ہک ڈینہہ باہر و گیا تاں کئی پھٹے گھن آیا تیں لپے چوپیس کندھیں دے اگو پیا سترے۔ آکھیں بیٹے
بڈن لگے تاں ایسے تختے کم آندن جنڈری بچاؤن کیتے۔ زال اوندی اے سنون کیتا جو سوڈا تک چا
کیں چھت تیں بیٹے دا کچھ بنا کھڑا ایں تیں پلو چا دا کھڑی منگے

'اے مرن کھیل گھردی ڈکھ ونجائی ونیدن،

اماں حالی گھردی ڈکھ دے فکر وچ ہائی تیں ستا ہک بیا سرکاری ہوکا تھیا جیندے نال قومی بھرانویں کوں
مانگوں گھریں وچ رہائش دا قانونی حق مل گیا۔ حکم انہیں کیتے ہا جیرھے انج جاہیں وچ سرکائی پے
ہین۔ انہیں سبھیں دل کیں راتورات کندھاں چھک کیں جاہیں انج کرگھدیاں۔

'حق اے!'

آدی واس ذرا حیران تھئے۔

'اے تاں ہن تھیا،

ہوں سارے لوکیں جھہ ویہا کرن دا خیال ڈتا۔

'بھل کئی کاغذ پترتاں ڈکھاؤ، تاں سرائیں تے رہو۔'

پر بھوئیں تاں ساڈی ہے،

عجب لوک ہن اے آدی واس وی، مال، ترکے، اڈے دوکاناں، دفتر، نوکریاں ہر شے وچ منوت۔
کے بھوئیں دی ملکیت دے بارے وچ چڑھے۔ جیکوں ڈیکھو تھکویں وچ دلھیٹے پرانے اھام، قلعے
کڈھی استقرار حق دا دعویٰ کرن کیتے تکر اوکیل ودا گولے۔ انھیں کاغذ قلعے اتیں تکرے دکیل دا
سبق نہ وساریا۔ پر کوٹ کچھری دے دفتریں وچ کجھ ڈھیر بہادر لوک کرسیاں مل گئے ہئین۔
'پیسے کڈھو۔ پھر لالاں گے کوئی نچ نچ، گوٹھا گاٹھا وی لانا پیا۔ تے لالاں گے.....'
خیر آدی واسیں دیاں مسلکیتی دستاویزات دا وی اثر ظاہر تھیا۔ سرکار کون وت ہک ہو کا ڈیونا پئے
گیا۔

'ہر گاہ دشمن دے کجھ ایجنٹ بھوئیں اتے تقسیم دا شوشہ چھوڑکیں قوم وچ نفاق پیدا کرن
چاہندن۔ اے یاد ڈیو اون ضروری ہے جو اساناں جیرھے خطے دے وسنیک ہیں او بیڑا ہے
۔ ایں حکمنامے دے اجراء دے بعد بھوئیں، اراضی اتیں رقبے دے باطل الفاظ ہوسن اتیں
اتجھیاں دستاویزات دی کوئی قانونی حیثیت نہ ہوسی۔ گھر کیبن ہوسن۔ احاطے عرشے
ہوسن جنھیں دی ونڈ دے فرمان مرکزی حکومت جاری کر لئی۔ سبھے خالی عرشے سرکاری
ملکیت ہن۔'

آدی واسیں کون ہک رجھیا لفظ ہئین۔ ایجنٹ، کیبن، عرشے کئی انہیں لفظیں کون اڈدیں
بھمبھیریں آلی کار ہو او چونپندے ہئین اتیں کئی بے انھیں کون ستر دے ناوڑیں آلی کار بہہ
گھلیندے ہئین تیں گند ریندے ہئین تے اتلی دیراچ کھیڈ کتھا وادی کتھائیں ٹر ویندی ہائی۔
'لفظ ان انکارے۔ تجر بے دی سواہ پیٹھ پوریندے آد صدکیں تو نہیں نہیں وسدے۔ جیرھلے پل
لبھنے ڈکھا ہے چاتیں بھاویں بلا ہے چا۔'

'ہن اے لفظ نہ بیڑے والہیں دے ہئین نہ سرکار دے نہ عام آدی واس دے۔'

اہن انہیں چن کڈھئے آدی واسیں دے جیرھے بیڑے والہیں دے خیر سلا دے لفظیں کون وی
شطنج دیاں گوٹیاں سمجھیندے ہائین تیں وت اپنیاں گوٹیاں ودھاون ضروری گندے ہئین۔ قصور
کیندا ہا۔ اے تاں اوکوں پتہ کے نہا پر اپنے پو اتیں اپنے پتر دے وچالے بہہ کیں اوکوں احساس
تھیندا ہا ہک خرابت ضرور پچی ہائی بیڑی والہیں دے آون دے بعد۔ اگیں لفظ آندے ہئین اک
دے بھلر آلی کار، ہو اوچ اڈدے، ریشم جھیں کولے تندیں پٹھو معنی دا ہک نکا جھیاں پھورے رنگ دا

بیج چائی۔ مجالے کھائیں مگر انہیں ہا۔ ہن اے ہا جو لفظ دے دے چو او نداد ثمن لفظ نکلذ اہا وٹھو ہیں آلی
کار، ما دا پیٹ پاڑکیں۔

جیرھی ہی بک گالھ اوکوں سمجھنا ہی آندی او اے ہائی جو لفظیں دا تیں اساردا آپت وچ کیرا سمبندھ ہا۔
اوکھ ڈینہہ انجینئرنگ پڑھدار یہا ہا۔ ورڈز اینڈ ڈیو پلمنٹ دے ناں دی نہ کوئی کتاب ہی نہ کوئی چپٹر
با انہیں دے کورس وچ۔ پراوکوں ڈسدا ہا ہکو لفظ ورتیندن تیں سارا اسار انہا تیں دے حق وچ لگا
ویندے۔

اتیں آدی واسیں دیاں اوو ہے پر انیاں عاداتاں۔ ترائے ہتھ دی کچی کندھ اسارن کیے چار ہتھ دا
کھٹن ایرا۔ ابھیں اکثر اسار تیں دے خلاف سٹے آڈر آون پئے گئے۔ جڈو کڈوادھ اسریے کچے
مکان۔ ڈوجھی پاسوں کئی لکڑ لوہے دیاں ناں پتے آلیاں بیٹھے نما عمارتاں، پرناں انہیں دے کیبن
۔ نہ پتے لگے کیرھے گھران کیرھے دفتر۔ کئی ڈھیر ساریاں قومی وچار کمیٹیاں تیں کئی کمیشن قائم تھی
گئے۔

کئی زور ہا۔ منا پوسی، بھاویں قومی وچاردا اتیں بھاویں سرکاردا۔ نویں نویں کم، تیں وت انہیں دے
مطابق عقیدے۔ بیٹھی نما گھر، گھریں دے چھتوں تے کچھ، کچھ کھول ڈیو جیرھلے پڑے دی ہوا
گھلے۔ قومی بیٹھی پچا دھ دوکھسکے۔ نیڑے تھیوے اپنے اصلی مرکز دے۔ ایہو جھیاں ہک کچھ بن پئے
گیا۔ کچھ نما ٹوپیاں جو انہیں دے سر تیں، جو ان چھوئیریں مستول دے نقشے آ لے پرنٹ پاون،
بال چھنکنہیں، جو ان لنگر دے بھنج دے۔ 'یوم طوفان' تیں 'یوم ملاح' قومی تہوار ہوون۔ اخبار لکھن
شیر مارکیٹ وچ جوار بھانا آ گئے۔۔۔

'اساں بیٹھے دے وسنیک! اسناں بیٹھے دے وسنیک!، اے 'قومی ترانہ' طے تھیا۔ مٹی گارے
کنوں پاک، 'بحری ترجیحات تیں مبنی پنج سالہ منصوبہ پیش' کر ڈتو نیں۔ میاں تیں ریت دے بے
صاف کرکیں لکڑنال۔ کجی جن شروع تھی گئے۔

ہک آدی واس گھراچ کھوئی پیا کھیند اہا۔ گرفتار کر گھد نیں جو بھئی بیٹھے وچ 'سوراخ' پیا
کریند اہا۔ 'بیٹھے دی قدر نہیں آدی واسیں کوں'۔ عام لوکیں آ کھیا
'اوہوں، وطن نال جنگ متھی کھڑن اے گروہ'
اخباریں لکھیا۔

اتیں پویس غداری دا مقدمہ درج کر چھوڑیا۔ تیں سبھے کھوہ دھرتھیون پئے گئے۔ سمندر وچ وٹھو اٹھ پائی

کرن دے منصوبے بن گئے۔ تیس آدی واسین حضور بخش فرمایا:

رسول بخش دی ما، قانون قانون اے،

کئی حیران سشدر آدی واس چوکیں تیں کھڑ چوپہری ڈینہہ وی تماشا ڈیکھن سنجھ کوں گھر دل
ونجن۔ بنے اوو ہے تعصبی، پڑھینے لکھینے آدی واس ہمیں۔ او بیٹے والیں دے بخت سیت کوں رد
کرن اتیں اپنے لوکیں دی بے سیتی دے جواز تاریخ تیں فلسفے وچو کڈھن۔

ساڈے لوکیں وچ اکھان اے، لکھ دی چھاں پیٹھ کتا بہندے۔ کتا آکھن دی جاہ بھئیڈ، یا ککڑ وی
تاں آکھ سگدے ہمیں۔ پر نہ، کتا۔ لکھ پتی کون ان۔ بیٹے وال بلہیم..... اے اکھان، پر انہیں
دے برخلاف آدی واسیں دی معاشی ریزنمنٹ دا اظہار بندی اے،

حالاکہ اکھان بیٹے والیں دے آون کون پیلھو دی صدیاں پرانی ہائی پر لکھینے پڑھینے ہر گالھ کوں،
ہر لفظ کوں ادھر وڑن اتیں امدھاون دے کم کوں لگے پے ہمیں۔

لوک آکھن آدی واس ڈرنے اتیں بزدل ہوندن۔ ڈھلے اتیں ان کمپی ٹینٹ ہوندن۔ اے
آکھن،

پر بہادری کت کیتے؟ کمپی ٹیشن کت کیتے؟ بعضے بعضے شے دا اپٹھ دی اونہہ شے دی ہک شکل ہوندے
۔ جیرھے دلیر ان او کہیں ڈردی وجہ کنوں دلیر ان۔ آدی واس تہوں بہادر کوائے نی جو او کوں کوئی بھو
کے نی۔ او تہوں کمپی ٹیو نہیں جو اوں کہیں کنوں کشتے کھسنی پٹی نہیں۔

--- او کیا جیون تھیا جو مانس ہٹھے ویلھے ایہا سترے بیٹھا جو ایہا شے کیرھلے ہتھیکی کریاں۔
جیرھی میڈے ساہمنے آ لے کنوں ہے۔

اے انہیں دے سیانے دے لیکچر دا پاولراقتباس ہا۔

کم خیر کوئی نہ ڈکجا۔ کجھ آدی واس نوں کاروباریں وچ، جتھ و تھ ملی جاہ کر گئے۔ بہوں سارے اپنی
آلس کوں صبر آکھ تیں سمو لے تھی گئے۔ کئی تھولے بالے البتہ رولا رپا کریندے رہ گئے۔ انہیں کوں
پیلھے وہم ہا، جیرھلے سرکار انہیں دا اے وہم دور نہ کیتا انہیں کوں پک تھی گیا،

اساں آدی واس ہیں۔ او بیٹے وال ان، بلہیم قبیلے دے۔ خلقت بھوئیں واس اے۔ باقی سبھ
گالھیں ان۔

پڑایں اٹ نوٹ دی لوڑ کہیں اے؟

ادھ حویلی بیڑے وال مہان ولا گئے۔ اٹھ گمھاں رقبہ گیا۔ بقیہ چاہی ہا۔ اوکھو دھڑتھیا تاں برتھی گیا۔

ہن عرشے تیں کاشت داپر مٹ گھننا پونداہا۔ درخت وچن تے گزاراہا۔

'ات داری ستر منڈھ پلپا کھڑے'

اودت وی بیڑے وال قوم پرستی تیں قائم ہا۔

'بلہیم آکھو بھادیں جو کجھ، پڑھے لکھے ڈھیران۔ آہدے جو ہن بیڑا اے، بیڑا ای ہوسی۔

باہر وکن تاں ایسے ڈیکھ آئیں۔ انگریز داپانی بھریا ہوئے نیں۔ بہوں جتنے لوک ان.....'

اوانہیں سکھے سکھوے آدی واسیں وچو ہاجیرھے ہارمنیند نیں اوکھے نہن تھیندے۔ جیت کیے پھڑکدے نہن۔

'من جوان داکم اے'

اودت آپ پیو دے منتر پٹھ او نیں وی جلدی آوینداہا۔ ایندا فائدہ وی تھینداہا۔ بہوں کرن دے بجائے تھولا تھولا کرنا پونداہا۔

اوپر پنج پترج گیا۔ چھو ہرجایا۔ خالدناں رنج گیا۔ چھوئیر جائی تاں نجمہ۔ نویں نصاب آگے نویاں کتاباں آون ہر سال۔ بال پڑہاک۔ پیو اوندانہال، زال چپاتی، مالبتہ نمراش او آپ ادھ وچالے۔ خالد تیں نجمہ تو نیں جتی چنگے بال ہینیں پر اوپرے اوپرے لگن کہیں کہیں ویلھے۔ اے وک نویں گالھ ہی۔

بالیں کوں پیو ما آپ پلیندے۔ آپ پڑھیندے ہن ہن وی اگیں وانگوں۔ پر ایسے ہتھیں دے جاہن آپ کنوں انج لگدے ہینیں۔ اے نسل سیانے وی لگدے ہینیں تیں گالھے وی۔ نجمہ بھرانال ہوڈ بدھ بہوے۔

'لالا، توں خالد ملک ولد رسول بخش ملک ہیویں تاں۔ میں نجمہ بنت سداں مائی لکھیاں اپناناں۔
'وت خانم وی لکھیں!'

خالد وڈا تھیا تاں اونداک سنگتی وی گھر داسونہا تھیا اختری۔ ہٹھے ویلھے پتھاری تیں۔ حصہ بن گیا خاندان دا۔ اکھنہی جے متھے اچ من ہینس۔ بہوں چہندہا۔ پر سیت آپو آپنے۔ اختر ہوریں دا پورا گھر بیڑے والیں کھس گھداہا۔ اکھیں تاریخ موجب اتھ مندر ہاتھوں ہن مسیت بنسی۔

وت دا اختر باجنیں کالج وچ جغرافیے دی کتاب پاڑٹی۔ آکھیں

'آہدے او بیڑا اے تیں وت چلتن تیں کرتھاروی نقشے وچ ڈکھیندے او۔
پھاڑوی تردن؟'

دی تاریخ لکھ نہ لکھو ساڈی گواہی گھنو۔ ساڈی گواہی ، اونگ تھی کیس کرسی وچواھی کھڑا۔ باہرو
پریڈ گراؤنڈ وچ بینڈ والا نیڑے تھیندا آندا ہا۔ اج کلھ یوم طوفان دیاں تیاریاں ہئین۔ او جتسی پا
ڈیڈھی تو نہیں لگا گیا۔ وت دروازے کنوں نکل گیا۔ گراؤنڈ دے بنے بنے تماش بین مخلوق کھڑی
ہو دے تیں ادھی وچ جوانیں دیاں قطاراں دھم دھم لائی ویندیاں ہوون۔

صدقے صدقے!

'تساں میڈے سچ دی گواہی ہوے۔'

صدقے تھیواں صدقے ،

او آپ خود الیندا اگو تیں تھیندا تھیندا افلیگ شاف قطار دے پاسے پاسے پیرمچ کیس ٹرن لگ پیا۔

کھبا سجا کھبا

کھبا سجا کھبا

ہے کھبا

-- کھبا

کھبا ماراں

بجی ماراں

کھبا سجا کھبا

ابھیو میں آں

لیو میں آں

بجیو میں آں

کھبیو میں آں

کھبا سجا کھبا

اج قصہ کوتاہ سارا

اج سچ تیں کوڑنتارا

اسمان سمندر سوڑے

اے بارتان دھرتی بھوگے

کیرھا عرشہ دھمک جھلے

سہ ماہی سرانیکسی بہاولپور

کیرھا بیٹا پورا ولے

اے بیٹا انہیں، برائی

کھبا سجا کھبا

اوو جراج آکیں نچن پے گیا

رن روٹ آجیندا وتے

رب بوٹیں برکت گھتے

بک تساں فوجی بنرے

بک تساں رب دے پٹھیے

بک تساں بارامانت

اتے باقی سبھ خیانت

بک تساں انت نتارا

بیا کوڑا عالم سارا

کھبا سجا کھبا

اے کیا پریڈ کج گئی۔ سارے اونہہ دو پھر یے۔ تیں بک ڈاواکوں پل گئے۔

اے بیٹا انہیں برائی۔ بک تساں انت نتارا،

اواپنی لہراج ہوکائی ونجے۔ تیں خلقت سنن آلی۔ اوند ابدھڑا پیوٹیک ٹھو در کدا ایا، 'باکس!، میڈے

نینگر دا اول آئے!'

'خیال کرا ہے..... میڈا پے شیدائی نے'

'فقیر پنے نمانا!'

اوندی چپاتی زال ڈھاندى پوندی آئی اتیں پے تیں چھبر بن گئی۔

ٹوں ٹوں دے وچ رانجھن وسدا تیں اکھیاں دے وچ زور

هنس بطخ رفتار ماہی دی هر کوچے بولے مور

وانگ سکندر رسم رسولان نوشابار پکڑیا چور

خير ظهور اللہ دا ظاہر او آپس ڈسدا ہور

حضرت خرم بہاؤ پوری

نام و نسب: آپ کا اسم گرامی نصیر الدین ہے۔ حافظ قرآن بھی تھے نبأ خاندان بلوچ رند تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام مولوی محمد حسن خان صاحب تھا جو ڈیرہ غازیخان کے رہنے والے تھے۔ ڈی جی خان سے احمد پور شرقیہ آگئے پھر ان کی اولاد محلہ کجل پورہ (موجودہ نام محلہ چڑی مار) بہاؤ پور میں رہائش پذیر ہوئی۔

حلیہ و لباس: سانولارنگ، سفید مُقطع داڑھی، چہرہ مہرہ بہت وجیہہ و بارعب تھا۔ قدمیانہ، جسم کسرتی، آنکھیں روشن، سر پر پگڑی باندھتے تھے۔ شلواریا کبھی تہ بند کے ساتھ ڈھیلا کرتا پہنتے۔ ہاتھ میں عمدہ چھڑی رکھتے تھے۔ پاؤں میں چمڑے کی سرخ رنگ والی جوتی پہنتے تھے۔ آپ کے چلنے کی رفتار سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک بڑی شخصیت چل رہی ہے۔ عموماً نگاہ نیچی رکھتے۔ کسی سے ملنے کا انداز بڑا خوش گن ہوتا تھا۔ ٹھیٹھ سرائیکی میں اس سے یعنی ملنے والے سے مخاطب ہوتے تھے۔ عموماً دن کے پچھلے پہر گھر سے نکلتے اور پھر اپنے دوست و احباب سے ملنے جاتے وہاں کافی دیر بیٹھتے۔ ہنسی مذاق کی باتیں کرتے۔ احباب خوش ہوتے تھے۔

ذریعہ معاش: پہلے آپ توشہ خانہ سرکاری بہاؤ پور میں اہل کار (کلرک) تھے ۱۹۲۲ء کے لگ بھگ عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) میں محافظ دفتر مقرر ہوئے۔ تنخواہ چالیس روپے ماہوار تھی۔ معلوم نہیں ہوسکا کہ کونسی تاریخ کو ریٹائر ہوئے۔

شاعری: حافظ نصیر الدین خرم بہاؤ پور کے بلند پایہ شاعر تھے۔ انہوں نے بیک وقت سرائیکی، اردو اور فارسی میں شاعری کر کے اپنی خداداد صلاحیت کا عوام و خواص سے لوہا منوایا۔ جناب صدیق طاہر مرحوم روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۷۵ء میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ غلام فرید چشتی رحمت اللہ علیہ متوفی ۱۳۱۹ھ کے بعد سرائیکی زبان کے سب سے بڑے شاعر حضرت خرم بہاؤ پوری تھے۔ راقم ان کے سنجیدہ کلام پر تبصرہ کرنے سے قاصر ہے۔ صرف آپ کے ہجو یہ کلام کے چند نمونے پیش کرتا ہے ہجو گوئی بھی شاعری کی ایک قسم ہے۔ اردو زبان میں ہجو گوئی کے بڑے شاعر گزرے ہیں مثلاً بوم

میرٹھی کا ایک مشہور شعر ہے:

ان حسینوں نے اجاڑیں بستیاں بوم سالانہ مفت میں بدنام ہے
خرم صاحب کسی کی ہجو از حد نہیں لکھتے تھے۔ کسی نے بدتمیزی کی تو غصہ نکالنے کے لئے اس کے
خلاف نظم لکھ ڈالی اور بہاولپور کے درکھان احمد یار کاغذ کٹ صاحب کو بلا کر نظم دے دی۔ کاغذ کٹ
صاحب کا حافظہ قوی تھا وہ نظم پڑھ کر زبانی یاد کر لیتے اور مولانا رام ہندو دوکاندار کی تھڑی پر بیٹھ کر نظم
سناتے۔ محلہ مذکور میں ایک عورت رہتی تھی نام مسماۃ شرموں تھا۔ عرف عام میں لوگ اس کو نانی شیدن
کہتے تھے۔ شرموں مذکور کسی بات پر خرم صاحب سے لڑ پڑی تو آپ نے ہجو یہ کافی لکھ ڈالی صرف ایک
بند یاد رہ گیا ہے جو یہ ہے:

محلے کجلی پورے وچ شرموں شودی رہندی ہے
ڈنڈ ڈنڈیلی ہوٹ ہن موٹے پئے لٹکن وانگے لوٹے
نینگر گولے چھوٹے چھوٹے کڈھ بھڈال او بہندی ہے

غیوری اور خوداری: حضرت خرم صاحب ریاست بہاولپور کے ایک بڑے عہدہ دار کے بچوں کو
فارسی پڑھانے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ اس عہدہ دار سے کئی دفعہ خرم صاحب نے کہا کہ 'حضرت!
غریب آدمی ہوں میرا کلام چھپوا دیں مہربانی ہوگی' وہ اعلیٰ افسر ہاں ہاں کر کے ٹالتے رہے۔ خرم
صاحب کی بغیرت جوش میں آئی ان کے بچوں کو پڑھانا چھوڑ دیا۔ ایک طویل نظم اس اعلیٰ عہدیدار کو
لکھ کر بذریعہ چٹھی بھجوا دی۔ اس طویل نظم کو قاضی غلام سرور صاحب قریشی اہمد ہائی کورٹ بہاولپور
نے بھی کسی طریقہ سے پڑھ لیا۔ اس نظم کے چند بند وہ سناتے تھے مجھے صرف تین بند یاد رہ گئے ہیں وہ
یہ ہیں:

شابس شابس میڈا لال جو وس لگی ننہر پال
میل سمیل بوہاریاں ڈے گھن دل اے ویلا ملن محال
کھا حرام تے پڑھ شکرانہ نیپڑتے پال
شابس شابس میڈا لال

'بڑھاپے پر چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ہے ہے بڈھیا آ گیا ہے ہے بڈھیا آ گیا
واحیات تھی گیا وات ہے غوں غوں نکلدی بات ہے

دھوتے بھوت آلا گیا
اے حال ڈیکھ رنگ دا ہے
اوں کم کیتے دل منکدا ہے
ہے ہے بڑھپا آ گیا

ہے ہے بڑھپا آ گیا
بد رنگ تھی گیا رنگ ہے
ہن تلوواں دھڑ مکلا گیا

ایک محفل سماع میں آپ کی زندہ دلی کا حال: اس زمانہ میں دل بہلانے کے لئے ریڈیو ٹی وی وغیرہ موجود ہیں۔ آج ۲۰۰۰ء سے ۶۰ یا ۷۰ برس پہلے خاص خاص جگہوں پر قوالی وغیرہ منعقد ہوتی تھی۔ نواب صادق محمد خان خامس عباسی متوفی ۱۹۶۶ء کا شاہی قوال محمد دین تھا۔ جس وقت نواب صاحب کا دربار لگتا تھا تمام درباری کرسی نشین صاحبان اپنی اپنی کرسی پر تشریف رکھتے تھے تو نواب صاحب موصوف اپنی شاہی کرسی پر فرود کش ہوتے تھے کرسی کے عقب میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چشتی کا عارفانہ کلام دھیمی دھیمی اور بڑی اچھی سُر سے محمد دین قوال پڑھتا تھا اور سازندے بھی دھیمی آواز سے ساز بجاتے۔ اس وقت تمام درباری کرسی نشین صاحب وغیرہ وجد میں آجاتے۔ محمد دین قوال ٹی مراٹیاں ڈیرہ نواب صاحب ضلع بہاولپور کا باشندہ تھا۔ شاہی بیگمات کے لئے مراٹھیں ہوتی تھیں۔ ستو مراٹھن اپنے وقت کی اچھی گانے والی تھی۔ ایک دفعہ صاحبزادگان عباسی کے گھر ستوگا رہی تھی تو نواب صاحب موصوف نے فرمایا کہ کونسی مراٹھن ہے لوگوں نے یعنی مشیر حاضر باش صاحبان نے کہا کہ دولہا سائیں یہ ستوگا رہی ہے۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ بوڑھی ہو گئی ہے لیکن آواز میں رس موجود ہے۔ ٹی مراٹیاں کی سیکنہ ایک دن ۱۹۳۸ء میں راقم کے گھر آئی تھی۔ اُس نے حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کی کافی 'ڈکھڑیں کارن جانی ہم'۔ سولیس ساٹھ سمائی ہم' اس انداز سے گائی کہ اردگرد کے محلہ دارا کٹھے ہو گئے۔ طبلے پر سنگت وہ بھی خود کرتی تھی۔ ۱۹۶۵ء کے بعد اللہ کو پیاری ہو گئی شکیل بالکل نہیں تھی لیکن آواز میں جادو تھا۔

نوٹ قیس فریدی صاحب نے جو دیوان فرید چھپوایا ہے اس میں مندرجہ بالا کافی کے قافیہ جانی و سمائی کو جی و سمنی لکھ دیا ہے۔ ایک گائیک یہ تبدیل شدہ قافیہ اچھی طرح سے گانہیں سکتا۔ معلوم نہیں یہ تبدیلی کیوں کی گئی۔

محلہ کجل پورہ میں گونگے کہار والی مسجد کے عقب میں مرزا بیگ صاحب متوفی ۱۹۳۲ء کے گھر مہینہ میں دو بار محفل سماع کا انعقاد ہوتا تھا۔ وہاں بھی خاص خاص آدمی جایا کرتے۔ منشی کریم بخش صاحب (والد حافظ محمد قاسم صاحب ریٹائرڈ جونیئر کلرک دفتر خزانہ بہاولپور) ہارمونیم بجاتے تھے۔ طبلے

سہ ماہی سدرانیکی بہاولپور

پر سنگت بھی کوئی صاحب کرتے تھے نام یاد نہیں رہا بلا سٹڈ سکول بہاولپور کے حافظ غلام رسول عرف حافظ گانموں (نابینا) مرحوم کی اچھی آواز تھی وہ ایک دن مرزا صاحب کے گھر خرم صاحب کی یہ کافی گار ہے تھے: 'دشمن تاں ڈیندن اینویں لا۔ پھٹکیاں نہ چا بھڑکیاں نہ کھا، حضرت خرم صاحب کا بھی مرزا صاحب کے مکان کے باہر گلی میں گزر رہا وہاں گلی میں کھڑے ہو کر جھومر مارنے لگے۔ پھر جھومر کے ساتھ تالی بھی بجانے لگے مرزا صاحب نے کہا کہ باہر جا کر دیکھو کون ہے۔ دیکھا گیا تو حضرت خرم صاحب تھے ان کو اندر بلا لائے۔ آپ نے فرمایا کہ 'میرا مزا خراب کر دیا ہے' یہ تھی آپ کی زندہ دلی اب ایسے لوگ کہاں سے آئیں۔

آپ کی درج ذیل کافی کا کیا کہنا۔ سرائیکی زبان کے محاروں کو کیسی خوبی سے نبھایا ہے۔

بک واری لنگھ آ توں ساڈے ویڑھے	سٹ گھت رُسیں جھگڑے تے جھیڑے
دڑی لٹایم تین سانول دے سانگے	ویکا نبھایم دیداں اڑا کے
پچھیا نہ دلبر کوئی حال آ کے	کیتی پتھر دل دلبر اوڑے
مثال ایویں جگ وچ مشہور اے	گھاٹیاں دلیں کوں ویکا ضرور اے
کر معاف سوہنا جیڑھی قصور اے	آ رل گزاروں نہ کر بکھیڑے
سانول سلونا رل گئی دا سائیں	ساریاں تیڈیاں ہن جھوکاں اتھاہیں
رہساں میں نوکر دم جیندیاں تائیں	نا کر اجائی مفتے توں جھیڑے

(یہ کافی حسین بخش خان مرحوم نے بڑے اچھے انداز میں گائی ہے)

نقل لوح مزار

سرہانے کے سامنے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

زبدۂ ارباب وفا - رونق بزمِ چشتیہ - عارف بیباک

مداح شہ لولاک - واقف اسرار لامہنائی [۱] - مقبول بارگاہِ الہی - مفکر و

مؤسس محسن و مربی ادب زبان بہاولی و ملتانی

خان مغفرت نشان - سرگروہ سخن سنجان - حضرت قبلہ والد بزرگوار خان

۱۲۱ - لوح تربت پر لامہنائی مرحوم ہے۔ فیروز اللغات میں لامتناہی بمعنی غیر محدود درج ہے

حکیم حافظ محمد نصیر الدین حسن صاحب خرم - نختہ الطوار

۱۲۵۸ھ

مرحوم و مغفور قدس اللہ سرہ

تاریخ پیدائش: ۲۳ رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ

(مطابق ۸ جنوری ۱۸۶۹ء جمعہ)

تاریخ وفات: ۲ صفر المظفر ۱۳۷۱ء

(مطابق ۳ نومبر ۱۹۵۱ء ہفتہ تقریباً دو بجے دن)

منجانب مقیم خاتون

(لوح مزار کی پچھلی طرف کی عبارت)

مرنے والے ہو تجھے

خرم مرد سے مثال ہمدرد ملت خوش خصال

پیماک نقاد و مدیر آں صاحب علم و کمال

پوں زیں جہاں بگذشت یافت اکرم قرب ذوالجلال

مرنے والے ہو تجھے گلشن فردوس نصیب

ہر گھڑی فہل خداوند رہے تیرے قریب

شامل حال ہمیشہ ہو عنایت اُس کی

تیری ثُربت پہ برستی رہے رحمت اُس کی

منجانب:- خادم ادنیٰ

سعید الرحمن مرزا

مدفن: حضرت خرم بہا و لپوری کی تربت پختہ ہے۔ قبرستان حضرت نور شاہ بخاری بہا و لپور میں مزار نور شاہ بخاری سے شرقی جانب چند قدم دور ہے۔ راقم نے ماہ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو قبر کو دیکھا تو قدرے بیٹھ گئی ہے۔ لوح مزار کی سیاہی بعض جگہ سے اتر گئی ہے۔ قبر و چبوترہ قابل مرمت ہے۔ کاش کوئی صاحب اس طرف توجہ دیتے۔ مزار کی مرمت وغیرہ ہو جاتی تاکہ یہ نشان قبر دست برد زمانہ سے بچ جاتا۔ راقم الحروف نے حضرت خرم صاحب بہا و لپوری کی وفات کا یہ قطعہ تاریخ لکھا:

چھپ گیا ماہتاب شعر و سخن بزم انجم کا جان آج اٹھا

برادران خرم صاحب: حضرت خرم صاحب کا تاریخی مادہ وادت 'نخت اطوار' ہے جس کے عدد ۱۲۸۵ میں ان کے پہلے بھائی مولوی ظہیر الدین صاحب تھے۔ محکمہ انہار میں ضلعہ اڑتھے ریٹائرمنٹ کے بعد طبابت و حکمت کرتے تھے ان کا تاریخی نام 'نخت دیدار' ۱۲۸۷ھ ہے
دوسرے بھائی کا نام مولوی بشیر الدین صاحب - مادہ وادت 'نخت کار' ۱۲۸۹ھ ہے محکمہ تعلیم میں ملازم تھے۔

تیسرے بھائی کا نام مولوی نذیر الدین صاحب - مادہ وادت 'نخت ادراک' ۱۲۹۳ھ ہے انہوں نے انگریزی زبان میں دو کتب (۱) فزیالوجی (۲) ہائیبیجین ۱۹۳۶ء میں تصنیف فرمائیں جو کلاس ٹیم وہم میں پڑھائی جاتی تھیں۔

چوتھے وچھوٹے بھائی کا نام امیر الدین (ناہینا) مادہ وادت 'نخت آرام' ۱۳۱۰ھ (۱۸۹۲ء) ہے اردو زبان کے ایسھے شاعر تھے ان کا مطبوعہ کلام چھوٹے رسالہ کی شکل میں حصہ اول و حصہ دوم و حصہ سوم چھپا۔ ان کی ایک مشہور نعت ہے جس کا مطلع یہ ہے:

حضورِی میں مجھ کو بلا لومد - اور اپنا مقرب بنا لومد

بلاسٹڈ سکول بہاولپور کی بنیاد پرائیویٹ طور پر انہوں نے رکھی بعد میں یہ سکول حکومت بہاولپور نے اپنی تحویل میں لے لیا۔ آپ اولد فوت ہوئے دوسرے بھائیوں کی اولاد کا شجرہ نسب لفظ ہذا ہے۔ بلاسٹڈ سکول بہاولپور کے چار ماسٹر ان کو بڑا تنگ کرتے تھے ان کے متعلق ایک شعر انہوں نے موزوں کیا۔

کانوں سے سنا دے یارب تو ایک بار - سرور، رشید، گانموں، نسکندر نہیں رہا

ماسٹر نام سرور (بینا) ۱۹۹۷ء میں، ماسٹر رشید احمد (ناہینا) ۱۹۸۶ء یا ۱۹۸۷ء میں، ماسٹر گانموں (ناہینا) ۱۹۶۳ء میں اور حافظ سکندر خاں (ناہینا) ۳۱ دسمبر ۱۹۹۰ء میں فوت ہوا۔

باقی رہے نام اللہ کا امیر الدین آرام بھی ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ھ میں فوت ہو گئے۔ ■

گھر مرغان داروہ وچالے رکھن گا: لڈھا نال بحر دے
رکھن دید دریا اتیس ڈیکھ مجھی وانگ سنبر دے
جمن فوت حیاتسی پانسی، کل پانسی پروردے
بحری خیر حقیقت دے وچ تھئے بری صحب سفر دے

جشن عید میلاد النبی ﷺ

سرائیکی ادبی مجلس بہاولپور ہر سال جشن عید میلاد النبی دے موقعے تے نعتیہ مشاعرہ تے محفل میلاد دی تقریب دا اہتمام کریندی اے۔ ایں سال ۱۴ رجب الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۷ مئی ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ محفل میلاد تے نعتیہ مشاعرہ دی بابرکت محفل تھی۔ ایں پروقا تقریب دے مہمان خصوصی سیں میاں نجیب الدین اویسی ناظم تحصیل کونسل بہاولپور ہن۔ میلاد شریف دے ڈیہنہ جھوک دے ممبراں نے کھیر پکائی۔ بعد نماز عصر ترقیب شروع تھی۔ تلاوت کلام پاک نال ایں پروقا تقریب دا آغاز تھیا۔ جھوک دی طرفوں بہوں سارے معززین شہر تے سیاسی، سماجی شخصیات کوں دعوت ہی۔ جھوک دا پورا پنڈال بھریا ہو یا ہی۔ تلاوت دے بعد سیں خورشید احمد چشتی ہوریں نعتاں بحضور سرکار مدینہ پیش کیتیاں۔

ایندے بعد جھوک دے عہد پداران ایں بابرکت محفل بارے گالھ مہاڑ کیتی تے چھکیر وچ خاص مہمان سیں نجیب احمد اویسی ہوریں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے میلاد دی ایں تقریب تے ادارہ سرائیکی ادبی مجلس کوں مبارکباد پیش کیتی۔

احمد محمد ظاہر باطن

جُز کُل خود اظہار آیا

قسموں قسم لباس نورانی	صورت صاف محمد جانی
ہر کوچے وچ یار نشانی	خود بخود تکرار آیا
یوسف ہاگم کھوہ وچالے	یعقوب حیران میدان دو بھالے
بے خبر کیا کھوہ سنبھالے	نال خیال بیمار آیا
مالک یوسف تھئے وصالی	نال وصال دے مصر سنبھالی
مصر مکان آھا خود عالی	تھی بردہ بازار آیا
احمد محمد صحیح کیتوسے	سمع بصروچ ظاہر ڈٹھوسے
نَحْنُ واقرب ذات لدھوسے	خود خیر جہاں نظارہ آیا

پوری انسانیت کوں

عید میلاد النبی ﷺ

مبارک

او تاں خوش وسدا وچ ملک عرب
خچے سینے سک دی سانگ لگی
تھئے مل مل سول سمولے سب
ہند، سندھ، پنجاب تے ماڑ پھراں
متاں یار ملم کہیں سانگ سب
لگی نیش ڈکھاں دی عیش گھٹیا
سکھ سڑ گئے، مر گئی طرح طرب
تیڈے نام توں مفت وکانڈری ہاں
ہے در دیاں کتیاں نال ادب
واہ سانول ہوت حجاز وطن
ہم روز ازل دی تاںگھ طالب

اتھاں میں مٹھری نت جان بلب
ہر ویلھے یار دی تاںگھ لگی
ڈکھی دڑی دے ہتھ تاںگھ لگی
تی تھی جوگن چودھار پھراں
سج پار تے شہر بزار پھراں
جیس ڈینہہ دا نینہہ دے شینہہ پھٹیا
سب جو بن جوش خروش بیٹیا
توڑے دھکڑے دھوڑے کھانڈری ہاں
تیڈیاں بانڈیاں دی بانڈری ہاں
واہ سوہنا ڈھولن یار جھن
آ ڈکھ فرید دا بیت حزن